Regd No. P. 61

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۸ مئی۔ بروز سہ شنبہ صبح پونے نو بجے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ربوہ سے روانہ ہو کر سوا گیارہ بجے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت لاہور پہنچ گئے۔ راستہ میں کوفت کی وجہ سے کچھ ضعف رہا۔ شام کے قریب طبیعت نسبتاً بہتر ہوگئی۔

کل حضور کی طبیعت نسبتاً اچھی رہی البتہ ہلکا سا ضعف رہا۔ بعض عام طور پر بفضلہ تعالیٰ طبیعت اچھی رہی۔

احباب جماعت کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۲۱ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۵ مئی کو مع اہل و عیال پاکستان سے بخیریت واپس تشریف لے آئے تھے اور بفضلہ تعالیٰ سب خیریت و عافیت سے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سائنسی ایجادات فطرت کی نقالی ہے!

از مکرم جناب ر۔ا۔ ہاشمی صاحب ایم۔اے۔ زلوہ[?]

(۲)

پھر مچھر جیسا ادنیٰ بھی قابلِ ذکر ہے۔ اس کے اسرار و انکشاف ہونے پر ہم مواصلات کے اندر "سکونیاتی ردیف" (Acoustics) کا تدارک کر سکیں گے۔ کیونکہ مچھر محض اپنے پروں کے ارتعاش سے ایسی بھنبھناہٹ پیدا کر سکتا ہے۔ جو انسان یا فطرت کی ہر بڑک پیدا کرنے والی آوازوں سے گزر جاتی ہے۔ بادل کی گڑگڑاہٹ یا بھونپو (سائرن) کی آواز کے دوران بھی وہ اپنا پیغام ڈیڑھ سو فٹ کے فاصلے تک دوسرے مچھر کو پہنچا سکتا ہے۔ اُدھر بھنورے کے پیٹ کے اندر کا کان سائنسدانوں کے لئے معمہ بنا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ ماوراء الصوت آوازوں کو بھی سن لیتا ہے حالانکہ انسان کے بنائے ہوئے مکبر الصوت آلے بھی اسے محسوس نہیں کر سکتے۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ کم از کم اصطلاحی طور پر یہ فطرت کے میکانیاتی نظام کی نقل کرنے کے قابل ہیں۔ کیونکہ ایک بھنورے سے لے کر ایک مینڈک تک بلکہ خود انسانی جسم کے حیاتیاتی نظام کا یہ سلسلہ ایک بجلی کا نظام ہی ہے۔ اور ان کے حسی اعضاء کا باہر کی کائنات سے تعلق بھی ابلاغ و ترسیل ہی کا نظام کہلا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ سائنسی ایجادات مثلاً مائیکروفون و ٹیلیفون، گراموفون ٹیپ وغیرہ کی ہی شکلیں ہیں جو ایک قسم کی برقی طاقت کو دوسری قسم کی برقی لہروں میں منتقل کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً مائیکروفون کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ آواز کو برقی اشاروں میں تبدیل کرتا ہے اور پھر یہ لاؤڈ سپیکر تک پہنچتا ہے جہاں وہ دوبارہ آواز کی لہروں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ بعینہٖ حیاتیاتی عضلات کے خلیئے (Cells) بھی انسان کی بیرونی پکار کو برقی دھڑکنوں میں تبدیل کر دیتے ہیں جو اعصابی نظام کے تاروں میں سے ہو کر دوسرے انسان کے دماغ تک پہنچتی ہیں اور پھر اس کا دماغ ان "دھڑکنوں کے اشارات" کو حل کرتا ہے۔ جواب "برقی دھڑکن" کے ذریعے یہ پیغام ٹانگوں کو پہنچاتا ہے۔ یہاں یہ ایک "اعصابی قوت" بن جاتی ہے۔ اور وہ اس پکار کی طرف بھاگنے لگتی ہیں۔

ہم نے اس عضلاتی نظام اور برقی نظام کے مابین مطابقت اور مماثلت سے بہت کم فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ کوئی دس بارہ برس ادھر کی بات ہے کہ سائنسدانوں نے اس کی اہمیت کو سمجھا ہے اور ماہرین حیاتیات و طبیعیات و کیمیا اور ماہرین برقیات اور ریاضیات و ہندسیات کو ایک جماعت کی صورت میں اکٹھا کر کے حیاتیاتی کل پرزوں کے اسرار و رموز کو افشا کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ آجکل ہزاروں سائنسدان بائیونکس کے اصولوں کو معلوم کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور جنگی[?] اداروں اور یونیورسٹیوں کی تجربہ گاہوں میں زور و شور سے کام ہو رہا ہے۔

ایک بائیونسٹ (Bionicist) فطرت سے بغیر برقیاتی امداد کے آسانی سے بہت حاصل کر سکتا ہے۔ مثلاً ہوائی جہاز کا کرمی فرد[?] کا کوئی بائیڈوں[?] سے ہوائی جہاز میں بے مثال توازن اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔ سمندری پرندوں کے بازوؤں کی نقل ہے۔ جو سنہ ۱۹۶۰ء میں بنایا گیا۔ اسی طرح مصنوعی گلپھڑے جو پانی سے منتشر کاربن ڈائی آکسائڈ علیحدہ کر کے کار آمد آکسیجن حاصل کر جاتی ہے۔ اور آبدوزوں میں استعمال کی جاتی ہے مچھلی کے گلپھڑوں کے نمونہ پر ایجاد کیا گیا ہے۔

پھر یہاں تک کہ اب کشتیوں اور آبدوزوں کے ڈھانچوں پر لچکدار ربڑ منڈھ کر تجربہ کیا جا رہا ہے کہ مچھلی کی طرح رفتار میں کس طرح مزید تیزی پیدا کی جا سکتی ہے۔ ڈولفن مچھلی اپنے وزن کے لحاظ سے نوے فی صدی کی تیزی سے تیر سکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بائیونکس میں ترقی زیادہ تر برقیات میں ہوگی۔ مثلاً ایسی برقی آنکھ قریباً بن چکی ہے جو صحت مند خلیے کا فرق دیکھ سکتی ہے۔ حالانکہ خوردبین اس معاملہ میں فیل ہو چکی تھی۔ اس قسم کی کئی جادو کی برقیاتی آنکھیں ایجاد کر لی گئی ہیں جن کا تذکرہ اس وقت تک لاحاصل ہے جب تک آپ کو ان آلات سائنس کا علم نہ ہو جو موجودہ ترقی یافتہ ممالک میں استعمال ہو رہے ہیں۔

فرض کیجئے آپ ذرا انسانی آنکھ کو ہی لیں آپ چل رہے ہوں تو آپ اپنی رفتار سامنے کے نشیب و فراز اور کثافت و لطافت کے مطابق کبھی تیز کبھی دھیمی کرتے ہیں۔ آپ اینٹوں کی دیوار یکدم سامنے آ جانے پر فوراً رک جائیں گے۔ لیکن شفاف شیشے کی دیوار سے ٹکرا جائیں گے۔ ایک پتھر سے بچ کر نکلیں گے کیچڑ سے پھسل پڑیں گے۔ کیوں؟ اس کا دار و مدار انسانی آنکھ کی ساخت پر ہے۔ اگر ایسی ہی جادو کی آنکھ موٹر یا ریل گاڑی میں فٹ ہو سکے تو ہزارہا روزانہ کے حادثات کا انسداد ہو جائے۔ ایک ایسی ہی جادو کی آنکھ زیر تکمیل ہے۔ چاند پر بھیجے جانے والے راکٹ میں اگر ایسی آنکھ لگی ہو تو چاند کی سطح کی ساخت کے متعلق تمام تجربات ختم ہو جائیں۔ اور اندھوں کے لئے تو یہ نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگی۔

ایک تجربہ گاہ میں گھریلو مکھی بطور ماڈل رکھی ہوئی ہے اسے دیکھ دیکھ کر ایک ایسی جائروسکوپ (gyroscope) بنانے کی سعی کی جا رہی ہے جس کے کل پرزے گھومنے والے نہ ہوں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مکھی جب مصروف پرواز ہوتی ہے۔ تو نہایت تیزی کے ساتھ اوپر سے ادھر ادھر بغیر رفتار دھیمی کئے گھوم جاتی ہے۔ اس کی وجہ اس کے وہ دو ارتعاش پیدا کرنے والے کانٹے سے ہیں جو اس کے بدن سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ اور ہوا کے دباؤ کے لئے بے حد حساس ہوتے ہیں۔ مکھی کے ان حساس کانٹوں (tuning forks) سے پرواز کے استحکام و توازن کا نظام نقل کیا جا رہا ہے۔ اور ایک ایسی چرخی ایجاد کی گئی ہے جو نہ صرف دھکوں کو روکتی ہے بلکہ رگڑ بھی نہیں کھاتی۔ جس کا [illegible] ہے۔ یہ ایجاد میزائلوں میں استعمال ہوتی ہے۔ پھر فضائی فوج کے ہوائی جہازوں کے لئے بھنورے کی آنکھ جیسی مصنوعی آنکھیں بنائی جا رہی ہیں۔ بھنورے کی آنکھ [illegible] حصوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ فاصلے کا اندازہ کرنے کے لئے ہر حصہ بیک وقت علیحدہ علیحدہ چیز کا عکس قبول کرتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اگر ہوائی جہاز کی دم اور ناک میں الگ الگ ٹیلیسکوپ (telescopes) موجود ہوں تو زمینی رفتار اور فاصلہ کا اندازہ کرنے میں کس قدر آسانی ہو جائے گی۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

مکرم ... ادیب ایڈیٹر ... نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۶۳ء

عیسائیت کا زبردست مقابلہ اور اس پر کھلی فتح!

اس میں کوئی شک نہیں کہ ۱۸۵۷ء میں آزادی کی جنگ لڑنے والے ہندوستانیوں پر وقتی طور پر انگریزوں نے غلبہ تو پالیا لیکن ساتھ ہی ان پر یہ امر بھی اچھی طرح سے کھل گیا کہ ہندوستان پر حکومت کوئی آسان بات نہیں۔ چنانچہ انہوں نے بڑے غور و خوض کے بعد اپنے طریق کار میں ایک زبردست مگر نہایت خطرناک تبدیلی کی۔ انہوں نے نہایت عمیق رنگ میں ہندوستان کی نفسیات کا جائزہ لیا اور اس کے مطابق نہایت گہری چالوں کو بروئے کار لاتے۔ انہوں نے دیکھا کہ ہندوستانی عوام مذہبیات سے غیر معمولی دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی عمل کے میدان میں قریباً ہر مذہب پسند شخص ہی غیر معمولی کمزوری کا شکار ہو چکا ہے۔ کہنے کو تو ہر شخص اپنا علیحدہ مذہب رکھتا ہے۔ اور اس کے لئے کچھ وضع داری کے رنگ میں بعض عملیات کا بھی پابند ہے۔ لیکن حقیقت کی وہ بجلی جو کسی شخص کو اپنے مرکزی نقطۂ خیال سے ہٹا نہیں سکتی، ہندوستان کے مذہب پسند طبقہ کی بیشتر آبادی اس سے محروم ہو چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے سوچا کہ اگر اس پہلو سے ہندوستانی عوام میں اپنا اثر و نفوذ بڑھایا جائے۔ تو سرزمین ہند میں ان کے قدم زیادہ مضبوطی سے جم سکتے ہیں۔ انگریزوں کا قومی مذہب "عیسائیت" تو تھا ہی — انگریز تاجروں اور سیاسی جوڑ توڑ کے ماہروں کے ساتھ ایک تیسری زبردست طاقت مسیحی پادریوں کی بھی میدان عمل میں آ گئی۔ حتیٰ کہ:

ہندوستان میں برطانوی حکومت کے استحکام کے ساتھ ساتھ مسیحی پادریوں کی تبلیغ اور دین مسیح کا پرچار اس قدر زور پکڑ گیا۔ کہ اس کو دیکھ کر بعض اوقات یہ خیال گذرتا ہے۔ کہ شاید ہندوستان پر پادری ہی حکومت کر رہے تھے۔ اس زبردست مذہبی پرچار اور جور و تشدد کا نتیجہ لازمی طور پر مسیحیت کے حق میں اچھا نکلا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے توحید پرست گھرانوں کے چشم و چراغ سینکڑوں کی تعداد میں بپتسمہ لے کر مسیحی جھنڈے تلے جمع ہونے لگے۔ اور مسیحی کیمپوں میں خوشی اور مسرت کا اظہار [illegible]

اس طور کی شاندار کامیابی نے مسیحی مشنریوں اور برطانوی حکام کی توجہ کو اور بھی زیادہ اپنی طرف کھینچ لیا۔ چنانچہ لارڈ لارنس کے حسب ذیل الفاظ لوگوں کے ایسے عزائم کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ بڑے فخر سے کہا:-

"کوئی چیز بھی ہماری سلطنت کے استحکام کا اس امر سے زیادہ موجب نہیں ہو سکتی کہ ہم عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلا دیں۔"

(لارنس لائف صفحہ ۳۱۳ جلد ۲)

اسی طرح کیمبرج یونیورسٹی پریس سے شائع ہونے والی کتاب شارٹ ہسٹری آف انڈیا کے صفحہ ۷۱۵ و ۷۱۶ میں لکھا ہے:-

"خدا نے اپنی حکمت کے مطابق ہندوستان کو برطانیہ کے ہاتھ میں اسلئے دیا کہ اس ملک کے لوگ عیسائی بنائے جائیں۔"

نہ صرف یہ بلکہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ایام میں برطانوی پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر منگلس نے تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیر نگین ہے تاکہ عیسیٰ مسیح کی فتح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنی چاہیئے"

اور اس پر کسی طرح تساہل نہیں کرنا چاہیئے۔"

(علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے مرتبہ مولانا میاں محمد صاحب صفحہ ۲۶)

اسی طرح انگلستان کے اس وقت کے وزیر اعظم لارڈ پامرسٹن کا اعلان قابل ملاحظہ ہے:-

"ہمارا مفاد اس امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کو جہاں تک ہو سکے فروغ دیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں اس کو پھیلا دیں۔" (ریڈ مسٹری)

اس سے یہ بات تو واضح ہو گئی ہے کہ اس وقت ہر عیسائی پادری اور گرجا کے پیچھے ایک ایسی طاقت کام کر رہی تھی۔ جو نہ صرف حوصلہ افزائی کا موجب تھی۔ بلکہ ہندوستان میں عیسائیت کے استحکام اور فروغ کا ذریعہ تھا۔

ایسے خطرناک حالات میں خدا تعالیٰ کی رحمت اور قدرت کا کرشمہ عجب رنگ میں ظاہر ہوتا نظر آتا ہے — بیشک انہی ایام میں خدا تعالیٰ کی رحمت نے پنجاب کے ایک گمنام دیہات قادیان کی سرزمین سے ایک ایسے انسان کو کھڑا کر دیا گیا جس نے عیسائیت کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے ایک بند باندھ دیا۔ اور علمی رنگ میں اس جوانمردی اور قابلیت کے ساتھ ایسا شاندار کامیاب مقابلہ کیا کہ انہیں کی مسلمہ کتب سے ناقابل تردید دلائل کے ساتھ مسیحی پرچارکوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ بلکہ الوہیت مسیح، تثلیث اور معجزات مسیح وغیرہ ایسے مسائل میں جن پر مسیحیت کی عمارت کھڑی کی گئی تھی۔ ان سب مسائل کو بڑی تفصیل کے ساتھ زیر بحث لا کر انہیں کی مسلمہ کتب کے حوالوں سے ان کے بودے پن کو آشکار کیا گیا۔ اور بائبل اور اناجیل کے حوالوں سے اس بات کا بیّن ثبوت پیش کیا کہ نوع انسان کی نجات کیلئے نہ تو کسی کفارہ کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی توحید خالص کے سوا تثلیث کے اندر کچھ بھی صلاحیت موجود ہے۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ انگریزوں کی حکومت کے باوجود کہ آزادی کے ساتھ مسیحی مقابلہ پر مسیحی پادریوں کے ساتھ حضور کے تحریری و تقریری بحث مباحثے ہوتے۔ حضور کے زوردار دلائل کی تاب نہ لا کر بائیبل سوسائیٹی اناجیل کے تازہ ایڈیشنوں میں بہت سی آیات کو حذف و تبدیل کرنے پر مجبور ہوئے بلکہ حضور نے اس پر بھی ان کا کامیاب تعاقب فرمایا حتیٰ کہ ان کے ایسے دجل و فریب کی قلعی کھل گئی۔ اس میدان میں حضرت اقدس کی فتحمندی اور کامرانی کا مستند علماء اور صحافیوں نے برملا اعتراف کیا مثلاً اخبار وکیل امرتسر نے لکھا:-

"مسلمانوں کی طرف سے (عیسائی حملہ کی) وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ) کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔"

اسی طرح مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:

"مرحوم (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابل میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے

(پاکستانی) حکومت نے ضبطی کا حکم واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے

روزنامہ "سول" کے سٹاف رپورٹر کی اطلاع

روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ "اس اطلاع کا ذمہ دار ہے کہ:

"باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ صوبائی حکومت نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" پر سے پابندی اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کتاب کو جو گذشتہ پچاس سال سے شائع ہو رہی ہے صوبائی حکومت نے حال ہی میں ضبط کر لیا تھا۔"

(سول ۸ مئی ۱۹۶۳ء صفحہ اول)

یہ ایک نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ حکومت کا اعلان نہیں ہے تاہم الحمد للہ کہ جزنا العفانی ہوگی مثلی اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کا راستہ کھول دیا اور حکومت کو منصفانہ رویہ اختیار کرنے کی توفیق دی۔ حکومت کی طرف سے باقاعدہ اعلان ہونے پر مفصل اطلاع شائع کر دی جائے گی۔

(الفضل مورخہ ۱۹ / ۵ / ۶۳)

اخلاق اور روحانیت کی پختگی کیلئے ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہوتا ہے

یہ بزدلوں اور منافقوں کا کام ہوتا ہے کہ وہ مصائب کے آنے پر گھبرا جاتے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اہم ارشادات

احسب الناس ان یترکوا
ان یقولوا اٰمنا وھم
لا یفتنون ○ ولقد فتنا
الذین من قبلھم فلیعلمن
اللہ الذین صدقوا و
لیعلمن الکٰذبین ○
(سورۃ العنکبوت)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قاعدہ کلیہ کے طور پر یہ امر بیان فرمایا ہے کہ

دعوئ ایمان اور ابتلاء و آزمائش

لازم و ملزوم ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ مومنوں کو صرف ان کے دعوئ ایمان کی وجہ سے ہی کامل مومن سمجھ لیا جائے۔ اور انہیں آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے۔ اس طرح نہ پہلے کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لو جن لوگوں نے کسی زمانہ میں بھی سچائی کو قبول کیا ان کے لئے فوراً ہی آرام اور سکھ کا راستہ نہیں کھولا گیا بلکہ پہلے تو یہی ہوا کہ جو کچھ ان کے پاس تھا وہ بھی انہیں دینا پڑا۔ اگر وہ گھروں والے تھے تو دین قبول کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ ان کے محل بن جاتے وہ گھر بھی انہیں چھوڑنے پڑے۔ اگر قوموں میں معزز تھے تو دین قبول کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ بادشاہ اور حکمران بن جاتے انہیں پہلی عزتیں بھی چھوڑنی پڑیں۔ اگر مالدار تھے تو دین قبول کرنے کے بعد بجائے اس کے ان کا مال دگنا چوگنا بیس گنا اور ہزار گنا ہو جاتا انہیں اپنا پہلا مال بھی ترک کرنا پڑا۔ اگر لوگوں سے تعلقات تھے تو دین قبول کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ ان کے تعلقات وسیع ہو جاتے وہ بھی کٹ گئے۔ غرض جو راحت - آرام - عزت - دولت - طاقت اور رسوخ انہیں پہلے حاصل تھا وہ بھی جاتا رہا۔ اور بجائے فوراً سکھ ملنے کے بلا ہر انہیں دکھ ملا۔ یہاں تک کہ خدا کے نبی رہنہیں

اپنے وطنوں کو بھی چھوڑنا پڑا

حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے رہنے والے تھے مگر انہیں لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے فلسطین جانا پڑا۔ حضرت نوح علیہ السلام آئے تو انہیں بھی اپنا مقام چھوڑنا پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تو انہیں بھی اپنے گھربار سے جدا ہونا پڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تو ان کو بھی صلیب پر لٹکایا گیا اس کے بعد ہمارے نزدیک تو وہ صلیبی موت سے بچ کر کشمیر کی طرف چلے گئے اور غیر احمدیوں کے نزدیک آسمان پر چلے گئے۔ پھر ان کی جماعت پر مظالم ہوئے تو وہ بھاگ کر چلے گئے۔ پھر بھاگ گئے تو مصر میں آئے مصر میں مظالم ہوئے تو پھر روما بھاگ گئے۔ پھر روما میں مظالم ہوئے تو صقلیہ میں آ گئے۔ اس طرح متواتر تین سو سال تک اس جماعت کو اپنے مرکز بدلنے پڑے۔ اسی طرح بخت نصر کے حملہ کے موقعہ پر اتنی عظیم الشان تباہی آئی کہ ان کے تمام مقدس مقامات گرا دیئے گئے۔ شہر مٹا دیئے گئے اور ساری قوم کو پکڑ کر غلام بنا دیا گیا۔ یہ کتنا بڑا ابتلاء ہے کہ کوئی شخص بھی آزاد اور حریت والا نہ رہا۔ قوم غلام بن گئی۔ معبد گرا دیا گیا۔ بزرگ مقامات مٹا دیئے گئے۔ شہروں کو آگ لگا دی گئی۔ اور تمام فلسطین اور شام کے حصے ویران بن کر رہ گئے۔ مگر اس کے باوجود ان کی کوشش اور جدوجہد برابر جاری رہی ....

تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی جماعتوں پر یہ اوقات ہمیشہ آئے اور درحقیقت یہی اوقات ان کے دعوئ ایمان کے صدق اور کمال پر دلالت کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضہ

کو بھی کئی سال تک ایسی تکالیف میں سے گزرنا پڑا جو انتہائی دردانگیز تھیں ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہؓ کی ایک جماعت ایک جگہ بھیجی مگر ان لوگوں نے جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے دھوکہ دے کر ان پر حملہ کر دیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے تو انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے تم نیچے اتر آؤ کیونکہ وہ اس وقت ایک پہاڑی ٹیلے پر چڑھے ہوئے تھے) ان کے لیڈر نے کہا۔ میں ان کافروں کا اعتبار نہیں کرسکتا۔ یہ لوگ جھوٹے اور دھوکہ باز ہیں ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں چنانچہ وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ مگر باقیوں نے سمجھا کہ جب یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہہ رہے ہیں کہ ہم کچھ نہیں کہیں گے تو ہمیں ان پر اعتبار کرتے ہوئے نیچے اتر آنا چاہیئے جب وہ نیچے اترے تو انہوں نے رسیاں باندھ کر

انہیں گھسیٹنا شروع کر دیا

اس پر ان لوگوں نے پھر مقابلہ شروع کیا مگر وہ کیا کر سکتے تھے باقیوں کو انہوں نے مار دیا۔ لیکن وہ کو پکڑ کر مکہ لے گئے اور ان لوگوں کے ہاتھ میں انہیں بیچ دیا جن کے بعض آدمی مسلمانوں سے مارے گئے تھے۔ ان میں سے ایک کو قتل کرنے سے پہلے مکہ کے لوگوں نے پوچھا کہ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری جگہ پر ہوتے اور تم اپنے بیوی بچوں میں مدینہ میں آرام سے بیٹھے ہوئے ہوتے۔ اس نے جواب دیا خدا کی قسم تم یہ کہتے ہو کہ میں مدینہ میں آرام سے بیٹھا ہوا ہوتا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہاں میری جگہ ہوتے میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آرام سے بیٹھے ہوں اور آپ کے پاؤں میں کانٹا تک چبھے۔

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ ایک قبیلہ کا رئیس آیا۔ اور اس نے کہا میری قوم اسلام لانے کے لئے تیار ہے۔ آپ میرے ساتھ کچھ آدمی بھجوا دیں وہ واقعی اس بات میں سچا تھا اور بعد میں ایمان بھی لے آیا۔ مگر اس کی قوم نے غداری کی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتبار کرتے ہوئے

ستر حفاظ کا قافلہ

اس کی قوم کی طرف روانہ کر دیا جب وہ اس قبیلہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس رئیس کے بھتیجے کے پاس ایک آدمی کے ذریعہ پیغام بھجوا دیا کہ ہم لوگ آ گئے ہیں۔ اب ہمیں بتایا جائے کہ ہمارا کیا کام ہوگا۔ اس نے اس کے سردار کو بلوایا۔ اور جب وہ ان سے باتیں کر رہا تھا۔ اس رئیس نے ایک شخص کو اشارہ کیا جس نے پیچھے سے اس صحابیؓ کی گردن میں نیزہ مارا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب اسے نیزہ لگا تو تاریخ میں لکھا ہے کہ اس نے نعرہ لگایا اور کہا فزت ورب الکعبۃ۔ کعبہ کے رب کی قسم میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ پھر وہ اکٹھے ہو کر تمام صحابہؓ پر ٹوٹ پڑے۔ انہی لوگوں میں حضرت ابوبکرؓ کا وہ غلام بھی تھا جو ہجرت کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب ہزاروں آدمیوں کے ہجوم نے ان ستر صحابہؓ پر حملہ کر دیا تو یہ لازمی بات تھی کہ انہوں نے مارا جانا تھا۔ چنانچہ وہ سارے کے سارے وہیں قتل ہو گئے۔ اور ان میں سے کسی نے بھی ہتھیار نہ ڈالا۔ یکے بعد دیگرے جب وہ مرتے یا کسی کو خنجر لگتا یا تلوار سے کسی کا سر کٹتا تو یہی الفاظ ان کی زبان پر ہوتے کہ فزت ورب الکعبۃ۔ خدائے کعبہ کی قسم میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ایک شخص کہتا ہے کہ میں اسلام سے واقف نہیں تھا میں باہر سے آیا تھا۔ اور قبیلہ والوں کے ساتھ مل کر لڑائی میں شامل ہو گیا تھا۔ میں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ مرتے وقت بجائے یہ کہنے کے ہائے اماں یا ہائے ابا یہ کہتے ہیں کہ

فزت ورب الکعبۃ

کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ تو مجھے حیرت آئی کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ کہ موت میں کامیابی ہوا کرتی ہے؟ آخر میں نے ایک شخص سے اس بارہ میں پوچھا۔ اس نے کہا تم مسلمانوں کو نہیں جانتے یہ ایسے ہی پاگل ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جو خدا کی راہ میں مر جاتا ہے وہ سب سے زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے دل میں نیکی تھی۔ وہ کہتا ہے میں نے جب یہ بات سنی تو سمجھ کہ اس میں ضرور کوئی راز ہے چنانچہ آہستہ آہستہ میں نے اسلام کی تحقیق کی۔ اور میں بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا۔ غرض یکے بعد دیگرے ان لوگوں نے موت کو قبول کیا اور موت میں ہی اپنی ساری کامیابی سمجھے۔ یہی چیز تھی جس کی وجہ سے وہ قلیل ترین عرصہ میں ساری دنیا پر غالب آ گئے اور ایسی شان سے غالب آئے کہ اس کی مثال پہلی کسی قوم میں نہیں ملتی پھر دیکھو

مصائب کا سلسلہ

جلدی ختم نہیں ہوگیا۔ بلکہ ایک لمبے عرصے تک جاری رہا

خلافت قائم ہوئی

حضرت عمرؓ شہید ہوئے۔ حضرت عثمانؓ شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ شہید ہوئے اور کربلا کے میدان میں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا قریباً سارا خاندان ہی شہید ہوگیا بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ابتلاء صرف ابتدائی زمانہ میں آتے ہیں ترقی کے زمانہ میں ابتلاؤں کا سلسلہ بند ہوجاتا ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ انبیاء کی جماعتوں کی ترقی اور ابتلاء یہ دو توام بھائی ہیں۔ جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے۔ ابتدائی سے ابتدائی زمانہ میں بھی ابتلاء آتے ہیں اور ترقی کے انتہائی زمانہ میں بھی ابتلاء آتے ہیں۔ اس طرح ابتداء سے انتہا تک ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جب نبی ایک منفرد وجود ہوتا ہے اور اس پر صرف ایک یا دو آدمی ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی ابتلاء آتے ہیں۔ اور انتہائی عروج کے وقت جب سلسلہ کو ترقی پر ترقی حاصل ہو رہی ہوتی ہے۔ اس وقت بھی ابتلاء آتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ کو پہلے دن ہی مصائب و مشکلات میں گزرنا پڑا۔ اور آپؐ کو آپ پر ایمان لانے والوں کو مختلف قسم کے ابتلاء پیش آئے اور اس کے بعد جب ترقیات کا زمانہ آیا اس وقت بھی ابتلا

ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہا

یہ نہیں ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں کسی دن اس خیال کے ساتھ سوئے ہوں کہ اب تمام مشکلات پر قابو پالیا گیا ہے اور وہ تمام مسائل جو مسلمانوں کی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتے تھے حل ہوچکے ہیں۔ نہ حضرت ابوبکرؓ نے کبھی ایسا خیال کیا نہ حضرت عمرؓ نے کبھی ایسا خیال کیا نہ حضرت عثمانؓ نے کبھی ایسا خیال کیا اور نہ ہماری جماعت کو کبھی ایسا خیال کرنا چاہیئے۔ یہ چیزیں الٰہی سلسلوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور کبھی کوئی روحانی جماعت ان کے بغیر ترقی نہیں کرسکتی۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالےٰ ان قربانیوں کی نوعیت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات و بشر الصابرین یعنی ہم ضرور تم کو کسی قدر خوف اور بھوک اور اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور اے ہمارے رسول تو ان لوگوں کو جو ان ابتلاؤں کے اوقات میں اپنے راستہ سے ہٹیں نہیں اور مضبوطی سے دین کی راہ میں قربانیاں کرتے چلے جائیں ہماری طرف سے بشارت اور خوشخبری دیدے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے۔ غرض جب تک کوئی قوم مرنے کے لئے تیار نہ ہو وہ زندہ نہیں ہوسکتی جب تک دانہ مٹی میں نہیں ملتا شگوفہ نہیں نکلتا۔ بچہ پیدا نہیں ہوتا جب تک رحم کی تاریکیوں میں سے نہیں گزرتا اسی طرح کوئی قوم بھی ترقی نہیں کرسکتی جب تک وہ ایک موت اختیار نہ کرے۔

ہماری جماعت میں سے بھی بعض لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے کابل میں شہید کئے گئے اور بعض کو اپنے وطن چھوڑنے پڑے۔ لیکن انہوں نے صداقت کو چھپایا اور یہاں تو شاید ہی کوئی انسان ہو جس کو کسی قسم کا بھی دکھ نہ دیا گیا ہو۔ اگر اور کچھ نہیں تو فتوے کفر کے ذریعہ ہی اسے ڈرانے کی ضرور کوشش کی گئی۔ بہرحال اللہ تعالےٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے بندوں کو پہلے ابتلاؤں کے دریاؤں میں سے گزارتا ہے تب انہیں اپنے قرب سے مشرف کرتا ہے۔

بزدلوں اور منافقوں کا کام

ہوتا ہے کہ وہ مصائب آنے پر گھبرا جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے سورۃ بقرہ کے ابتداء میں ہی منافق کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ ٹھہر جاتا ہے اور جب آرام اور راحت کا وقت آتا ہے تو چل پڑتا ہے مومن وہ ہوتا ہے جو مصائب کے وقت اور بھی مضبوط ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ غزوہ احزاب کے موقعہ پر جب مسلمانوں سے کہا گیا کہ لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور وہ تمہیں مارنے کی فکر میں ہیں تو انہوں نے کہا هٰذا ما وعدنا اللہ ورسولہ (احزاب آیت ۲۳) یعنی یہ تو وہی لشکر ہیں جن کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ ان لشکروں سے ہمارے ایمان متزلزل کیوں ہونے لگے وہ تو اور بھی بڑھیں گے اور ترقی کریں گے۔ پس ایسے امور سے مومنوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے مدارج کو بلند کرنے کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ ہم میں سے کون ہے جس نے ایک دن مرنا نہیں لیکن ایک موت کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ جسمانی موت ہوتی ہے اور دوسری موت کے متعلق فرماتا ہے کہ ایسے مرنے والے ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں بلکہ فرماتا ہے تم ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کو رزق مل رہا ہے یعنی ان کی

روحانی ترقیات کے سامان

متواتر ملتے جائیں گے۔ دشمن تو یہی چاہتا ہے کہ وہ مومنوں کو مٹا دے اور انہیں غمگین بنا دے۔ مگر جب وہ دیکھتا ہے کہ انہیں مارا جاتا ہے تو یہ اور بھی زیادہ دلیر ہوجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں خدا نے ہماری ترقی کے کیسے سامان پیدا کئے ہیں تو اس کا حوصلہ پست ہوجاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تو مولویوں نے یہ فتوےٰ دیدیا کہ جو شخص مرزا صاحب کے پاس جائے گا یا ان کی تقریر میں شامل ہوگا۔ اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ یہ کافر اور دجال ہیں۔ ان سے بولنا ان کی باتیں سننا اور ان کی کتابیں پڑھنا بالکل حرام ہے بلکہ ان کو مارنا اور قتل کرنا ثواب کا موجب ہے۔ مگر آپ کی موجودگی میں انہیں فساد کی جرأت نہ ہوئی۔ کیونکہ چاروں طرف سے احمدی جمع تھے۔ انہوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ان کے جانے کے بعد فساد کیا جائے۔ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے روانہ ہوئے اور گاڑی میں سوار ہوئے تو دور تک آدمی کھڑے تھے جنہوں نے پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ مگر چلتی گاڑی پر پتھر کس طرح لگ سکتے تھے۔ شاذ و نادر ہی ساری گاڑی کو کوئی پتھر لگتا جو مارتے تھے ہم کو تھے اور لگتا ان کے کسی اپنے آدمی کو تھا۔ پس ان کا یہ منصوبہ تو پورا نہ ہوسکا۔ باقی احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے وہاں جمع تھے۔ ان میں سے کچھ تو اردگرد کے دیہات کے رہنے والے تھے۔ جو آپ کی واپسی کے بعد ادھر اُدھر پھیل گئے۔ اور جو تھوڑے سے مقامی احمدی رہ گئے یا باہر کی جماعتوں کے مہمان تھے۔ ان پر مخالفین نے اسٹیشن پر ہی حملے شروع کر دیئے۔ ان لوگوں میں سے جن پر حملہ ہوا ایک مولوی برہان الدین صاحبؓ بھی تھے مخالفوں نے ان کا تعاقب کیا پتھر مارے اور برا بھلا کہا۔ اور آخر ایک مکان میں انہیں گرا لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ گوبر لاؤ۔ ہم اس کے منہ میں ڈالیں چنانچہ وہ گوبر لائے اور انہوں نے مولوی برہان الدین صاحبؓ کا منہ کھول کر اس میں ڈال دیا۔ جب وہ انہیں مار رہے تھے اور گوبر ان کے منہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے تو بجائے اس کے کہ مولوی صاحب انہیں گالیاں دیتے یا شور مچاتے جنہوں نے وہ نظارہ دیکھا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ بڑے اطمینان اور خوشی سے یہ کہتے جاتے تھے کہ سبحان اللہ! یہ دن کسے نصیب ہوتا ہے۔ یہ دن تو اللہ تعالےٰ کے نبیوں کے آنے پر ہی نصیب ہوتے ہیں۔ الحمد للہ تعالےٰ کا بڑا احسان ہے جس نے مجھے یہ دن دکھایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی دیر میں ہی جو لوگ حملہ کر رہے تھے۔ ان کے نفس نے انہیں ملامت کی اور وہ شرمندگی اور ذلت سے آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ تو بات یہ ہے کہ جب دشمن دیکھتا ہے کہ یہ لوگ موت سے ڈرتے نہیں تو کہتا ہے آؤ ہم انہیں ڈرائیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ شیطان اپنے اولیاء کو ڈراتا ہے پس جب کوئی شخص ڈرتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شیطانی آدمی ہے لیکن اگر وہ ڈرتا نہیں بلکہ ان حملوں اور

تکالیف کو خدا تعالےٰ کا انعام سمجھتا ہے

اور کہتا ہے خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے مجھے یہ عزت کا مقام عطا فرمایا ہے اور اس نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ میں اس کی خاطر مار کھا رہا ہوں تو مخالف مرعوب ہوجاتا ہے۔ اور آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوجاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالےٰ نے متواتر بتایا کہ جماعت احمدیہ کو بھی ویسی ہی قربانیاں کرنی پڑیں گی جیسی پہلے انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ میں نظام الدین کے گھر میں داخل ہوا ہوں۔ نظام الدین کے معنے ہیں "دین کا نظام" اور اس رؤیا کا مطلب یہ ہے کہ آخر احمدیہ جماعت ایک دن نظام دین بن جائے گی۔ مگر یہ غلبہ کس طرح ہوگا۔ اس کے متعلق رؤیا میں آپ فرماتے ہیں اس گھر میں کچھ حسنی طریق پر داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریق پر داخل ہوں گے (تذکرہ ایڈیشن دوم صفحہ ۷۸۰-۷۸۹) یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے جو کامیابی حاصل کی۔ وہ صلح سے کی اور حضرت حسینؓ نے جو کامیابی حاصل کی وہ شہادت سے حاصل کی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ نظام الدین کے مقام پر جماعت پہنچے گی تو سہی مگر کچھ صلح محبت اور پیار سے اور کچھ شہادتوں اور قربانیوں کے ذریعہ۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر صلح اور محبت اور پیار کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر قربانیوں اور شہادتوں کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے ہمیں کبھی صلح اور آشتی کی طرف جھکنا پڑے گا۔ اور کبھی حسینی طریق اختیار کرنا پڑے گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم نے مخالف کے سامنے مر جانا ہے مگر اس کی بات نہیں ماننی یہ دونوں طریق ہمارے لئے مقدر ہیں۔ نہ خالی حسنینہ والا سلوک ہمارے لئے مقدر ہے نہ

طالع جدوجہد والا سلوک ہمارے لئے مقدر ہے۔ ایک درمیانی راستہ ہے جس پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ ایک طرف ہوگا صلح اور محبت اور پیار کے ساتھ اور ایک غلبہ ہوگا تمسخر بازیوں کے ساتھ اس کے بعد جماعت نظام الدین کے گھر میں داخل ہوگی اور اسے کامیابی حاصل ہوگی۔

یہی پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب "انوار الاسلام" میں بھی دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا و آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلاء سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلاء نہیں کروڑ ابتلاء ہوں۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پر خار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبتوں سے نہ سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے حال سے بدتر ہوگا۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۲۳)

غرض

قومی ترقی کا ایک ہی گُر ہے

اور وہ یہ ہے کہ خدا کے لئے اپنے آپ کو فنا کر دینا۔ اور اس راہ میں کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا۔

اب میں بتاتا ہوں کہ ابتلاء کیوں آتے ہیں؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اول تو ابتلاء عموماً اس لئے آتے ہیں کہ انسان کا ایمان مضبوط ہو لیکن اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس لئے کہ خود انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ میرے ایمان کی کیا حالت ہے۔ چنانچہ ایک لطیفہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت کی لڑکی سخت بیمار تھی۔ وہ روزانہ دعا کیا کرتی تھی کہ اس کی بیماری مجھے لگ جائے اور میں مر جاؤں۔ ایک رات اس کی گائے کا منہ ایک تنگ برتن میں پھنس گیا اور وہ اسے برتن سے نکال نہ سکی اور گھبرا کر اس نے اِدھر اُدھر دوڑنا شروع کر دیا۔ اس عورت کی آنکھ کھل گئی اور ایک عجیب قسم کی شکل اپنے سامنے دیکھ کر اس نے سمجھا کہ ملک الموت میری جان نکالنے کے لیے آگیا ہے اس عورت کا نام مہستی تھا وہ بے اختیار ہو کر کہنے لگی؎

ملک الموت من نہ مہستی ام
من یکے پیر زال محنتی ام

یعنی اے ملک الموت میں مہستی نہیں ہوں میں تو ایک غریب محنت کش بڑھیا ہوں اور اپنی لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا مہستی وہ لیٹی ہوئی ہے اس کی جان نکال لے۔ اب دیکھو وہ عورت خیال کرتی تھی کہ اسے اپنی لڑکی سے بے انتہا محبت ہے۔ لیکن جب اس نے سمجھا کہ جان نکالنے والا فرشتہ آگیا ہے تو معلوم ہو گیا کہ اسے اتنی محبت نہ تھی کہ وہ اس کے بدلہ میں جان دے دیتی۔ یہ ہے تو ایک حکایت۔ لیکن یہ بات کثرت سے پائی جاتی ہے کہ انسان بعض اوقات اپنے خیالات کا بھی اچھی طرح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اور جب اس پر ابتلاء آتے ہیں تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کسی چیز سے محبت یا نفرت کا دعوےٰ کہاں تک درست تھا۔

اسی طرح ابتلاء اس لئے بھی لایا جاتا ہے تا لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں کا ایمان کیسا ہے۔ ورنہ دوسروں کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں کا ایمان پختہ ہے یا نہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی انسان جتنا بڑا ہو اسی پر اتنے ہی بڑے ابتلاء آتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ابتلاء نبیوں کو آتے ہیں ..... عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع مسیح چونکہ سولی پر چڑھ کر مر گئے اس لئے ان کو خدا کا بیٹا مان لو۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر جو لوگ ہر وقت سولی پر چڑھائے جاتے ہیں ان کو کیا ماننا چاہیئے۔ سب انبیاء کی یہی حالت ہوتی ہے۔ اور جب انہیں متواتر تکالیف دی جاتی ہیں تو لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ ان کا کیا پختہ ایمان ہے۔ کہتے ہیں۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ اور سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ دشمن بھی خوبی کو مان لے اور اس کا انکار نہ کر سکے۔ پس اخلاق اور روحانیت کی پختگی کے لئے ابتلاؤں کا آنا اور ان کے آنے پر صبر و رضا کا مقام اختیار کرنا ایمان کی تکمیل کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے!

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۲۶۶) — درس مرسلہ- سید لطیف احمد شاہ صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد حلقہ مسجد فضل [illegible]

شذرات!

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

مجلس اصلاحات

خبر آئی ہے کہ حکومت مہاراشٹر نے اسلامی قوانین میں اصلاحات کے لئے ایک مجلس قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ مرکزی حکومت تو پہلے ہی ایسی مجلس کے انعقاد کا فیصلہ کر چکی ہے۔ حکومت مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے بہت درد سر مول لے رہی ہے اور اسلام کو جس طرح اپنی اصلاحات کا ہدف بنا رہی ہے۔ واقعی پراگندہ روزی پراگندہ خاطر مسلمانوں کو اس کا ممنون ہونا چاہیئے

آخری دور میں بادشاہ عالمگیر نے بھی مسلمانوں کے لئے ایک جدید فقہ مرتب کرائی تھی جس کا نام فتاویٰ عالمگیری ہے۔ اس کی بنیاد قرآن و سنت پر تھی۔ مگر اب زمانہ اور ترقی کر گیا ہے اب ان اصلاحات کی بنیاد صنعتی تقاضوں اقتصادی ضروریات اور معاشرتی مسائل پر ہوگی۔ لیکن ابھی تو مجلس "اصلاحات" صرف ایک مسئلہ اسلام کو اصلاحات کا ہدف بنا رہی ہے۔ یعنی مسئلہ تعدد ازدواج" اور اسی پر اصلاحات کا سارا زور ختم ہو رہا ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ آخر نماز پنجگانہ۔ روزہ رمضان۔ حج بیت اللہ اور زکوٰۃ ان ارکان اسلام پر اتنی کرم فرمائی کیوں؟ آخر ان کا کونسا احسان لیا ہے۔ مزدوروں کی دلداری کا تو اتنا خیال کہ ہڑتال کرنے والوں کے خلاف انہیں بغاوت پر آمادہ کرتے رہتے ہیں لیکن آفس اور فیکٹری میں کام کرنے والے مزدوروں نے کیا بگاڑا ہے کہ نماز پنجگانہ اور روزۂ رمضان کے حکم سے آزاد نہیں کئے جاتے۔ یہ لوگ ان احکام اسلام پر عمل کر کے صرف اپنے جسم پر ہی ظلم نہیں کرتے بلکہ مل اور فیکٹری کے مفاد کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

پھر یہ حج بیت اللہ کیا یہ وقت اور روپے کا ضیاع نہیں۔ اور کیا اس سے ملک زر مبادلہ کی مشکلات میں نہیں پھنستا۔ پھر اس نیشنلزم کے دور میں ایک غیر ملک کا طواف کرنا کہاں جچتا ہے

اسی طرح "زکوٰۃ" ان ٹیکسوں اور بڑھتی ہوئی ضروریات کے زمانے میں حکم زکوٰۃ سے کیا بنتا ہے۔ اس کی بھی اصلاح ہونی چاہیئے ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ یہ مجلس اصلاحات آہستہ آہستہ ان تمام اسلامی مسائل کی طرف توجہ کرے گی۔ اور صرف مسلمان عورتوں کو تعدد ازدواج کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر آمادہ نہیں کرے گی۔ بلکہ مسلمان مردوں کو بھی ارکان اسلام کی پابندیوں سے آزادی دے گی۔ اور قرآن کریم کا بیہودہ سو سال سے اس قسم کے جتنے احکام آرہے ہیں۔ سب کو کاٹ ڈالے گی۔ اور حد تو یہ ہی حکومت کی بڑی مہربانی ہوگی اگر اس مجلس کے ذریعہ قرآن کریم کا ایک نیا نسخہ بھی تیار کرائے جس سے یہ احکام حذف کر دیئے گئے ہوں یا اس میں کچھ رد و بدل کر دیا گیا ہو۔ ساتھ ہی ہر نسخہ کے سرورق پر موٹے حرفوں سے دستور ہند کی یہ دفعات لکھی ہوں کہ

"اس دستور میں عقیدہ و عبادت کی آزادی دی گئی ہے۔ اور مذہب تہذیب اور انفرادیت کے تحفظ کا وعدہ کیا گیا ہے"

ہر ایسے موقعہ پر فرعون کے زخموں پہ غصہ آتا ہے۔ اس کمبخت نے قتل اولاد کا حکم دے کر ظالموں میں اپنا نام کیوں لکھوا لیا۔ اس نے بھی ایک مجلس اصلاحات کیوں نہ قائم کر لی۔ اور "اسرائیلی" معاشرے میں اصلاحات کی ضرورت کا نعرہ لگا کر ایک نئی شریعت کیوں نہ مرتب کر لی۔ اگر ایسا کرتا تو آج وہ بھی ایک مصلح سمجھا جاتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس "مجلس اصلاحات" کی یوں بھی ضرورت ہے کہ آج کل ہندوستان میں مسلمانوں کی شرح پیدائش ہندوؤں سے زیادہ جا رہی ہے اگر اسے تعدد ازدواج اور فیملی پلاننگ کے ذریعہ نہ روکا گیا تو کچھ دنوں کے بعد اکثریت اقلیت اور اقلیت اکثریت نہ بن جائے۔ اور ظاہر ہے کہ اکثریتی فرقے والوں کے لئے یہ نقشہ تباہیات سے کم نہیں۔

حکومت کی نظروں میں تعدد ازدواج کے خلاف مہم بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ خاندانی منصوبہ بندی کا جو حکومت ہند کی ایک پالیسی ہے۔ اس کو اس سے تقویت پہنچتی ہے۔ لیکن اس مہم کے چلانے والوں کو اس بات کی وضاحت کرنی چاہیئے کہ اگر میاں بیوی کے طبائع میں اختلاف ہو تو کیا کیا جائے۔ خودکشی کی جائے؟ جو آجکل خوب ہو رہی ہے اپنے پیچھے زہر کھا کر اس بندھن سے نجات حاصل کی جائے۔ یا میاں بیوی کو بے وفائی و بے راہروی کی اجازت دی جائے۔ کوئی ایک راہ عمل متعین ہو جانی چاہیئے۔

دستور میں طلاق و خلع کا جو حق دیا گیا ہے بعض اوقات اس پر ضرورت کے باوجود عمل دشوار ہو جاتا ہے۔ کبھی اولاد کی پرورش کا سوال آتا ہے۔ اور کبھی عورت کی کس مپرسی کا۔ آج کتنی کنواری لڑکیاں بیٹھی ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ پھر

مطلقہ عورتوں کا مالی وارث کون ہوگا۔ اور یہ ہمارے معاشرے پر بوجھ بنیں گی یا نہیں؟ مجلس اصلاحات کو انسانی معاشرے کی ان کمزوریوں کا علاج بھی بتانا چاہیئے۔

سیلفی گولڈن جوبلی

ابھی بمبئی میں سیفی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر ہمارے صدر ہند رادھا کرشنن نے بھی اس قسم کی ایک تقریر ہوئی۔ آپ مولینا سیف الدین طاہر حامی سلطنت جماعت داؤدی بوہیرہ کی پچاس سالہ قیادت کی۔ اس جوبلی میں مہمان خاص کے طور پر بلائے گئے تھے۔

اس جلسہ میں اسلامی تہذیب کے مطابق عورتوں اور مردوں کی نشستگاہوں کا الگ الگ بندوبست کیا گیا تھا۔ آپ کا اسٹیج مردانہ نشستگاہ میں تھا۔ عورتیں آپ کے سامنے نہیں تھیں۔ اس پر آپ کو بڑا تعجب آیا اور اپنی تقریر میں اس تعجب کا اظہار بھی کر دیا۔

آج اسلامی تہذیب ایک عالم مغلطہ میں نظر آتی ہے۔ مصلحین زمانہ ہر طرف سے اس کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔

جماعت بوہیرہ میں ایک نظریہ تعطیل شریعت کا پایا جاتا ہے۔ ان کا ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ "ناطق سابع" کے ظہور کے بعد شریعت بیکار ہو جائے گی۔ اور شریعت کی جگہ انسان کا ترقی یافتہ شعور لے لے گا۔ آج دنیا کا ایک معتدبہ طبقہ اس نظریے کا قائل ہو رہا ہے۔ اس لئے اگر صدر ہند نے اسلامی تہذیب پر طنز کر دی اور اخبار والوں نے اسے خوب اچھال دیا تو کم سے کم جماعت بوہیرہ کو دلگیر نہیں ہونا چاہیئے۔

البتہ انگریزی صحافیوں سے یہ شکایت ضرور ہے کہ انہوں نے صدر ہند کی تقریر کے اس حصے کو تو خوب اچھالا۔ لیکن بوہیرہ نے اپنی تقریر میں اسلام کے متعلق جن پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا۔ اسے صفحۂ اشاعت پر جگہ نہیں دی۔ کیا آج رواداری اور حقوق باہمی کا نعرہ لگانے والے صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان کی تہذیب و ثقافت کی تعریف کی جائے لیکن جب اسلام کی تعریف ہو تو بہرے اور گونگے بن جائیں شاید اس دور جمہوریت میں اقلیت کی کوئی قیمت نہیں۔

انجیل کا ۱۲۰۲ زبانوں میں ترجمہ

امریکہ سے اطلاع آئی ہے کہ امریکن بائبل سوسائٹی بائبل کا جزوی یا کلی طور پر بارہ سو دو زبانوں میں ترجمہ کر چکی ہے۔ اگلے سال یہ ادارہ اور اتنی زبانوں میں بائبل کا ترجمہ کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح دو سال کے اندر دنیا بھر کی نصف قابل ذکر زبانوں میں بائبل کا ترجمہ ہو جائے گا۔

بائبل کے مطالعہ سے کہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہودیت کوئی تبلیغی مذہب یا عالمگیر تحریک ہے۔ اس کا خدا اور اس کا پیغمبر محض بنی اسرائیل کا پیغمبر تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنا پیغام عام نہیں کیا وہ بھی صرف بنی اسرائیل اور ان کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آئے تھے غرض تحریک بائبل ایک علاقائی تحریک تھی اور عہد قدیم و عتیق کا بت پرستی یا قوت کا ایک پیغام تھا۔ لیکن آج اس غیر تبلیغی مذہب کا جوش تبلیغ دیکھیئے کہ اس کے مناد اور پیشرو ذہن نے اپنے وعظ اور منظم کوشش کے ذریعہ اس کو ایک بین الاقوامی مذہب بنا ڈالا۔ آج وہ ہر قوم اور ملت و ملل کو اس چشمے سے سیراب ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

دنیا میں پانچ ہزار قابل ذکر زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ دو سال کے اندر ڈھائی ہزار زبانوں میں بائبل کا ترجمہ کر دینا واقعی قابل تعریف کارنامہ ہے۔

اس کے مقابل ایک مذہب اسلام ہے۔ اس کا خدا رب العالمین ہے۔ اور اس کا پیغمبر رحمۃ للعالمین "اس کا قرآن" کتاب ہدایت ہے۔ اور دائمی حفاظت کا وعدہ لے کر آیا ہے۔ اس مذہب کے حاملوں نے قرون اولیٰ میں دنیا کے تمام معلوم خطوں کو پیغام اسلام پہنچا دیا۔

آج اس اسلام اور بین الاقوامی مذہب کے ماننے والوں کا یہ حال ہے کہ دنیا کی پانچ ہزار زبانوں کا ذکر تو جانے دیجئے۔ چند مشہور۔ ترقی یافتہ اور مروج زبانوں میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ نہ کر سکے۔

قیام پاکستان کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تراجم اور تالیفات کا ایک سیلاب پھوٹ پڑا ہے۔ آئے دن ترجمے شائع ہوتے ہیں۔ اور نئی تالیفات بازار میں آتی رہتی ہیں لیکن تراجم اور تالیفات کا تمام زور شور بس اردو اور گاہے بگاہے انگریزی زبان پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس جمہوریہ اسلامیہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ڈاکٹر اقبال کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور قرآن پر فکر و تدبر کرنے کی بجائے اقبال کے کلام پر غور و خوض کیا جاتا ہے۔ غرض علم و ادب کا راہرو دین و مذہب کی شاہراہ سے ہٹ کر شاعری۔ نئی تنقید اور فلسفہ وغیرہ کی پگڈنڈی پر چل رہا ہے۔

بڑی بڑی تحریکیں جیسے جماعت اسلامی احرار سالنز اور مجلس تحفظ ختم نبوت سب سیاسی جوڑ توڑ میں مصروف ہیں۔ عیسائیت اسلامی جمہوریہ میں دن بدن سر اٹھا رہی ہے اور مسلمانوں کو حضور کا پرستار بنایا جا رہا ہے مگر کسی نے احتجاج و ہنگامے کے علاوہ کوئی ٹھوس موثر اور مضبوط محاذ اس کے مقابل قائم نہ کیا۔ ان

ملائیشیا کے ایک جماعت احمدیہ اپنی پرانی روایات اور نئے عزم و ارادہ سے ساتھ عیسائیت کے مقابل صف آرا ہوئی۔ اور چند ہی دنوں میں اس کے قلعے میں کئی بڑے بڑے سوراخ کر دیئے۔ یہ صورت حال نہایت حوصلہ افزا تھی۔ لیکن اس کے برعکس اسلام پسند طبقہ کے لئے یہ خبر کس قدر حوصلہ شکن ہے کہ حکومت مغربی پاکستان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مایۂ ناز تصنیف سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ضبط کر لی ہے۔ حالانکہ یہ کتاب سراسر علمی انداز پر لکھی گئی ہے۔ اور ایک عیسائی ہی کے سوالات کے جواب پر مشتمل ہے۔ جس میں عیسائیوں کے مسلمات کی روشنی میں مدلل پیرایہ میں بحث کی گئی ہے۔

سائنسی ایجادات فطرت کی نقالی ہے

(بقیہ صفحہ اول)

چمگادڑ کے کان بائیونکس کے ماہرین کے لئے باعث کشش ہیں۔ اُلّو کی سماعت یہ صحیح اندازہ کر لینے کے لئے کہ آواز کس سمت سے آ رہی ہے ناقابل یقین حد تک حیرت کا موجب ہے۔ وہ رات کے اندھیرے میں درختوں میں بیٹھا پتوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے چوہے کے کترنے کی آواز کو فوراً بھانپ لیتا ہے اور آنِ واحد میں اپنے نشانے پر جھپٹ پڑتا ہے۔ لیکن ایسا میکانکی "کان" جو دشمن کی طرف سے آنے والی آہٹ کو اخذ کر سکے کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔

مختلف جانوروں کے ناک بھی تجربہ ہونے سے نظر انداز نہیں کئے گئے۔ اکثر نر جانور اپنی مادہ کی بو سونگھ کر اسے تلاش کر لیتے ہیں۔ سالمن مچھلی (Salmon) کے ناک میں اگر روئی ٹھونس دی جائے تو وہ اپنے انڈے دینے والے مقام تک دوبارہ نہیں پہنچ سکتی۔ ایسے ہی ایک میکانکی ناک بخارات میں سے مناسب بو سونگھ کر دس لاکھ ذرات میں سے ضروری ذرہ علیحدہ کر دیتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ باسی اور گلی سڑی غذا کا پتہ چل سکتا ہے۔ اور ہوا کے اندر دشمن کی طرف سے چھوڑے ہوئے زہریلے مادے یا گیس کا فوری علم ہو جاتا ہے۔ اور ڈاکٹروں کو سبق ایسی امراض کی تشخیص میں آسانی ہو جاتی ہے جو اپنی مخصوص بو جلد میں پیدا کرتی ہیں۔

بہرحال بائیونکس اگرچہ حیرت انگیز سائنس ہے تاہم اسکے لئے سب سے بڑا چیلنج تو وہ میکانکی نظام ہے جو خدا تعالیٰ نے جانوروں اور انسانوں کو ازل سے ودیعت کیا ہے میری مراد دماغ سے ہے۔ یہ وہ پیچیدہ اور ناقابل فہم میکانکی مرکز ہے جس میں اعصاب کی پُرزوں کے سلسلے ہیں جن کی بنا پر حیوان و انسان ایک کام کرنیوالا، باشعور اور دانش و عقل کا حامل وجود بن جاتا ہے۔ مثلاً ایک مکھی خود بخود کسی مکھی کو اڑتے ہوئے دیکھتی ہے تو وہ اپنی رفتار، فاصلے، راستے اور مقام کا صحیح اندازہ کرتے ہوئے حملہ کرتی ہے اور پکڑ لیتی ہے اور یہ سب کچھ سیکنڈ کے بیسویں حصے کے اندر ہو جاتا ہے۔ کوئی انسانی ایجاد اتنی پھرتی اور درستی اور صحت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کو ان کی ضرورت کے مطابق بہترین قسم کی مشینری دے رکھی ہے جس میں صلاحیت اور اہلیت بدرجہ اتم موجود ہے اور انسان جو اشرف المخلوقات ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اسکے دماغ کی نقل ناممکنات سے ہے ڈاکٹر ہاورن گوہیک نیویارک کا مشہور ہندسی سائنسدان کہتا ہے:۔

"یہ میکانکی دماغ (Electronic Brains) نہایت بھدے، آہستہ رو اور بیوقوف قسم کی مشینیں ہیں۔ ہرگز اس پیچیدہ اور دشوار معاملات والی دنیا کے قابل نہیں ہیں وہ قطعاً وہ کام نہیں کر سکتیں جن کی ہمیں ضرورت ہے۔"

بہرحال "دنیا بامید قائم" کے مصداق سائنسدانوں نے حوصلہ نہیں ہارا بائیونکس کے طالب علم ولندیزات اس کوشش میں ہیں کہ ایسا میکانکی دماغ ایجاد ہو جائے جو قدرتی دماغ کی طرح کام کرے لیکن جب تک خالق عبدی تعالےٰ کے بنائے ہوئے بھیجے کی گولی جتنا کھوپڑی کا دماغ سائنسدانوں کو ورطۂ حیرت میں ڈالے ہوئے ہے اس وقت انسانی دماغ کی گہرائیوں اور پہنائیوں کے اسرار معلوم کرنا ان بیچاروں کے بس کی بات نہیں تاہم بائیونکس کے متعلمین اگر اپنا گوہر مقصود حاصل نہ بھی کر پائیں تو بھی متعدد ایسی انسانی ایجادیں معرض وجود میں آتی رہیں گی جنہیں ہم اس وقت تک ناممکنات میں شمار کرتے ہیں یہ ممکن ہے ہماری زندگی ہی میں۔

(روحانی نہر)

اخبار بدر ایک روحانی نہر ہے جو مرکز کا زندگی بخش تازہ بتازہ روحانی آب حیات آپ تک ہر ہفتہ پہنچاتا ہے۔ اس لئے اس کا خود بھی باقاعدہ مطالعہ کریں اور اپنے عزیزوں اہل و عیال کو مطالعہ کی ترغیب دیں اس سے آپ کا مرکز سلسلہ سے تعلق بڑھے گا اور خدمت و اشاعت دین کے مواقع سے بروقت اطلاع ملتی رہے گی۔ جس میں آپ نمایاں حصہ لے سکیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے کشف کے مطابق
کشتی مرکز سے منقطع ہو کر غرق ہونیوالی لاہوری جماعت ہے نہ کہ مرکز سے وابستہ رہنیوالی قادیانی جماعت

مبایعین اور غیر مبایعین میں ایک موازنہ

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(۲)

غیر مبایعین کے سابق امیر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ محمود کسکریہ (جس کی متعلقہ عبارت پہلے درج ہو چکی ہے) قادیان سے جماعت کی ہجرت کو محض اپنی کوتاہ نظری کی بنا پر ایک عذاب قرار دیا ہے۔ ہجرت کو تسبیح قرار دینا مسخ شدہ فطرت کی دلیل ہے۔

اگر جماعت کو قادیان سے نکلنا پڑا اور تجارتیں اور صنعتیں اور مال و منال چھن گیا تو خدا تعالیٰ نے جہاں اس کے واپس کرنے کا وعدہ فرمایا ہے وہاں اس سے قبل ان کے بدلے میں ربوہ جیسا شہر اسے عطا کر دیا ہے جو مدینہ کی طرح مقام ہجرت ہے چنانچہ مولوی صاحب بھی بادل نخواستہ اس امر کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ قادیانی سربراہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"امریکی نمونہ پر شہر بنانے کا فخر اسے حاصل ہے۔" (محمود کسکریہ صفحہ ۳)

سو خدا تعالیٰ نے قادیان کے عوض ایک بڑا شہر عطا فرما دیا۔ گویا مولوی صاحب کے نزدیک جو عذاب تھا اسے جلد دور کر دیا۔ اور بقول مولوی صاحب موصوف

"وہ اپنی جماعت کو دنیا میں ترقی دے رہا ہے۔"

افسوس ہے کہ مولوی صاحب کی حسرتیں پوری نہ ہو سکیں اور خدا تعالیٰ نے جہاں جماعت کو ہجرت کرائی وہاں اس کے بابرکت نتائج سے بھی اسے سرفراز فرمایا۔ مولوی صاحب ہجرت کو عذاب قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ انبیاء کی جماعتوں کو ترقی دینے کے لئے یہ ایک بڑا مفید ذریعہ ہے۔ اور یہ انقلاب انبیاء کے ساتھ ضروری اور لازمی چیز ہے۔ چنانچہ جہاں تاریخ ہجرت کا انجام ہوا ہے [illegible] کے تحت خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ

"انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض حالات نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ملک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔"

([illegible] صفحہ ۳)
(تذکرہ صفحہ ۳۸۵ طبع اول)

اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ میں خدا کا نبی ہوں۔ نبیوں کے ساتھ ہجرت لازمی ہے۔ میری جماعت کو بھی ہجرت کرنا ہوگی۔ مگر یہ میری زندگی میں نہ ہوگی بلکہ میرے بعد ہوگی۔ مثال کے ذریعہ سے سمجھایا کہ قیصر و کسریٰ کی کنجیاں آنحضرت صلعم کے عہد خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو ملی تھیں اسی طرح ہجرت بھی میرے بعد خلیفہ ثانی کے ذریعہ سے ہوگی۔ آپ کی بیان فرمودہ کے خیال نے اس مسئلہ کو کیسا صاف حل کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ ہجرت خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کے اس بیٹے کے ذریعہ سے ہوئی جسے سبز اشتہار میں فضل عمر قرار دیا گیا ہے۔ جس میں اس کے خلیفہ ثانی ہونے کی طرف صاف اشارہ ہے۔ اب کہاں گئیں مولوی صاحب کی جھوٹی تاویلیں جو انہوں نے قادیان اور پھر وہاں سے ہجرت کرنے اور آپ کے اس خاص بیٹے کے خلاف تحریر کی ہیں۔ ان الہامات نے تو جماعت قادیان اور آپ کے بیٹے اور اس کے ذریعہ سے ہونے والی صادق ہجرت کی صداقت کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے۔ اس سے باطل پرستوں کے ڈھول کے پول کھل گئے اور ان کی غلطی ظاہر ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قادیان کی حفاظت کا بھی وعدہ دے رکھا ہے۔ اس نے فرمایا ہے کہ

"وہ قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لے گا۔"
(تذکرہ)

اس میں چار خبریں دی گئی تھیں (۱) ملک پر بلا آئے گی (۲) وہ بلا قادیان پر بھی آئے گی (۳) مگر وہ دوسرے شہروں کے مقابلہ میں کسی قدر ہوگی (۴) اس کے بعد خدا تعالیٰ اس کی پھر اسی طرح حفاظت کرے گا جس طرح وہ پہلے کرتا تھا چنانچہ یہ چاروں خبریں پوری ہوئیں۔ بلا کے بعد خدا تعالیٰ نے قادیان کو پھر اپنی پناہ میں لے لیا۔ مگر مولوی صاحب کو یہی نظر آ رہا ہے کہ قادیان خدا تعالیٰ کے عذاب سے تباہ ہو گیا ہے۔ یہ کس قدر بے حیائی ہے۔ مولوی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ بعض مصائب تباہی کے لئے ہوتے ہیں مگر بعض مصائب بجائے تباہی کے ترقی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب ہر قسم کے مصائب کو ایک ہی طرح کا قرار دیتے ہیں۔ جو ان کی غلطی ہے۔ جبکہ قادیان کی بستی قادیان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے مگر وہ مصائب اسے مٹانے اور برباد کرنے کے لئے نہ تھے۔ اور نہ ہی وہ برباد ہوئی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور یہی حال آپ کی اولاد کا ہے کہ وہ ان مصائب کے باوجود پہلے سے بھی زیادہ پھول پھل رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام جماعت نے فرمایا ہے

بہتوں کو آرام و راحت کی خواہش
مگر میں تو کرب و بلا چاہتا ہوں

ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے اور وہ یہ کہ جس وقت قیصریہ والا الہام ہوا تھا اس وقت بھی مولوی صاحب جماعت قادیان سے الگ نہ ہوئے تھے۔ اس وقت تو وہ اور ان کے ساتھی قادیان کی جماعت ہی کی طرف منسوب ہوتے تھے ظاہر ہے کہ اس سے ساری جماعت تو مراد نہیں ہو سکتی تھی۔ صرف وہی لوگ اس کا مصداق ہو سکتے تھے۔ جو اپنے آپ کو استکبار اور غلو کی وجہ سے اس کا مصداق بناتے تھے جنہوں نے بعد میں الدار اور قادیان سے قطع تعلق کر لینا تھا اور جن کے متعلق آیا تھا کہ کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ انہی کے متعلق فرمایا کہ وہ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔ اس میں ان کے آئندہ انجام کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اور جب انہوں نے اختیار کیا تھا۔ اس سے وہ دور جا رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جماعت مرکزیہ سے کٹ جائیں گے اور ان کی ساری تبلیغی سرگرمی ختم ہو جائے گی۔ ایک صاف سے

بجائے دمشق والے الہام کو قادیان اور جماعت احمدیہ پر لگایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس میں جماعت قادیان کی طرف سے پیدا کئے جانے والے خطرناک فتنہ کی خبر دے کر ہوشیار کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ دمشق والا الہام دمشق سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں ۱۹۲۶ء کے قریب فرانسیسی عملداری کی وجہ سے تباہی آئی تھی۔ اور اگر قادیان کو دمشق قرار دے کر یہ سمجھا کہ یہاں کوئی بلا پیدا ہونی تھی تو بھی وہ جماعت قادیان کی طرف سے نہیں ہو سکتی بلکہ کوئی ایسی بلا ہے جو قادیان پر مخالفین کی طرف سے آنے والی تھی۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لے گا۔ بلا کی خبر کے ساتھ ہی اس کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اس بلا کے بعد خدا تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا۔ اور اس کو اسی طرح پھر پناہ میں لے لے گا جس طرح اس نے اس سے پہلے پناہ میں لے رکھا تھا۔ سو ۱۹۴۷ء کے فسادات کے بعد خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کر کے دکھا دی ہے۔

مولوی صاحب موصوف نے ایک اور الہام بھی جماعت قادیان کے خلاف پیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ

"اسی بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ اخرج منہ الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔"

(محمود کسکریہ صفحہ ۴)

اس پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"غیر لوگ بھی یزیدی ہو سکتے ہیں مگر قادیانی جماعت نے جو نمونہ دکھایا ہے وہ انہیں بھی اس الہام کا مصداق ٹھیراتا ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۴)

مولوی صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ انہیں فاسق کہنے کی سزا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"جس مقام کو ایک تہائی صدی تک محنت کر کے تبلیغ اسلام کا مرکز بنایا تھا اسے چھوڑنا پڑا۔" (ایضاً صفحہ)

میں بتا چکا ہوں کہ اس کا کام ہجرت انبیاء کے ساتھ لازمی ہے۔ خود حضرت اقدس علیہ السلام کا حوالہ اوپر پیش کر چکا ہوں۔ پس ہجرت کو سزا قرار دینا درست نہیں۔ وہ ہجرت سے پہلے ہی قادیان سے جدا ہونے کی وجہ سے محروم ہو گئے تھے۔ اس لئے وہ ہجرت حضرت

السلام کی اولاد کے ذریعہ سے ہوگئی۔ اور یہ ہجرت کے ساتھ جو وعدے اللہ تعالیٰ نے کر رکھے تھے وہ بھی پورے کر دیئے۔ اور ربوہ مبارکہ جیسا عظیم الشان شہر دار الہجرت کے طور پر عطا فرما دیا۔ ہجرت اور مقام ہجرت پر اعتراض قرآن کریم سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔ حق کے اخفاء کے طور پر ہے۔

مولوی صاحب کو یہ مسلم ہے کہ یزیدیوں سے مراد غیر لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ اور جماعت کا ایک حصہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اور یہ درست ہے۔ اسی طرح اخرج کے بھی دو معنے ہو سکتے ہیں (۱) پیدا کرنا (۲) نکال دیا جانا۔ سو یہ الہام اپنے ان دونوں معنوں کے لحاظ سے پورا ہو گیا۔ جماعت احمدیہ میں سے یزیدی صفت پیدا ہوا۔ اور وہ یہاں سے ۱۹۱۴ء میں خدا کی منشاء کے تحت نکالا بھی گیا۔ اسی طرح قادیان میں غیر از جماعت لوگ بھی تھے۔ جو ۱۹۴۷ء میں یہاں سے نکالے گئے۔ اس طرح یہ الہام اپنے وسیع معنوں کے لحاظ سے پورا ہوا۔ مگر برخلاف اس کے مولوی صاحب موصوف قادیانی جماعت کو یزیدی قرار دیتے ہیں حالانکہ انہوں نے اس ہجرت والے الہام کے ماتحت یہاں سے ہجرت کی ہے۔ مولوی صاحب اور ان کی جماعت کو ہجرت نصیب نہیں ہوئی وہ اس سے محروم ہو گئے۔ کیونکہ وہ ہجرت کے وقت سے پہلے ہی قادیان کو چھوڑ چکے تھے۔ ہجرت کے ذریعے تو خلافت ثانیہ یعنی فضل عمر کا زمانہ مقدر تھا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ایسے حالات پیدا ہونگے کہ جماعت کو قادیان سے جانا پڑے گا وہ یہاں ٹھہر نہ سکے گی مگر فرمایا کہ ان مخالفانہ حالات میں بھی اس کا ایک حصہ یہاں رکھ کر بھی دکھاؤں گا۔ قادیان کو دوبارہ اپنی پناہ میں لینے کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں۔ چنانچہ قادیانی جماعت کا ایک حصہ ہجرت کے وقوع میں آنے کے وقت قادیان میں ٹھہرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ کہ میں اسلام کی صداقت کے لئے بدر والا واقعہ قادیان میں پھر دہراؤں گا۔ اور جس طرح صدر اسلام میں ۳۱۳ صحابہ مخالفین پر غالب آگئے تھے اسی طرح ۳۱۳ افراد مخالفوں کی منشاء اور کوششوں کے برخلاف قادیان میں رہنے میں کامیاب ہو بیٹھے۔ نیز فرمایا کہ وہ قادیان کو کسی قدر رضا کے بعد پھر اپنی پناہ میں لے گا اور جو ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے اسے بچاؤں گا۔ سو خدا تعالیٰ نے دونوں متضاد خبروں کو پورا کر دکھایا جماعت کے ذریعہ سے ہجرت والی خبریں پوری کر دیں

اور ۳۱۳ افراد کے ذریعہ سے بدر والا واقعہ قادیان میں دہرا کر اسلام و احمدیت کی فتح کا زندہ نشان قائم کر دیا۔

لاہوری جماعت قادیان سے کلیۃً نکالی گئی۔ اس لئے وہی اخرج منہ الیزیدیون والے الہام کی مصداق ہے۔ قادیانی جماعت تو کلیۃً یہاں سے نکالی گئی۔ اس کا ایک حصہ اب بھی یہاں موجود ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب موصوف بھی اس جماعت کا ایک حصہ موجود ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف بھی بادل ناخواستہ اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں فرماتے ہیں۔

"قادیان میں تو اب بھی اس جماعت کا ایک حصہ موجود ہے ...... اور قادیانی جماعت کی شاید سینکڑوں شاخیں اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں" (لمحۂ فکریہ ص۱۲)

پس اخرج منہ الیزیدیون والے الہام کے مصداق مولوی صاحب اور ان کے ساتھی ہیں۔ وہ یزیدیوں کی طرح آل مسیح موعود کے دشمن ہیں۔ خدائی خبر کے مطابق دونوں معنوں کی رو سے ان کا اخراج ہوا وہ کلیۃً قادیان سے نکلے گئے یہ خدائی تقدیر تھی جس نے ان کو یہاں سے نکال باہر کیا۔ مگر قادیانی جماعت نے ہجرت بھی کی اور اس کے دوسرے حصہ کو خدا نے یہاں رکھ کر بتا دیا کہ وہ یزیدی نہیں۔ پس مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ

"خدا نے قادیانی جماعت کے اکابر سے یہ توفیق کیوں چھین لی کہ وہ قادیان میں بیٹھ کر تبلیغ اسلام کرتے"

بالکل بے معنی ہے۔

خدا نے مقام ہجرت کو بھی دوبارہ تبلیغ اسلام کا مرکز بنا دیا ہے۔ اور پھر قادیان میں جماعت کو رکھ کر قادیان کے مرکز کی مرکزیت کو بھی قائم رکھا ہے اور اس سے بھی وہ تبلیغ اسلام کا کام لے رہا ہے۔

اسی طرح مولوی صاحب موصوف کا یہ کہنا کہ

"جماعت قادیان کو جو کچھ ملا تھا اور جس پر ناز تھا یعنی ایک ظاہری مرکز قادیان اور ایک بہشتی مقبرہ وہ دونوں ہی اس سے چھن گئے"

(لمحۂ فکریہ ص۱۳)

خلاف واقعہ ہے۔ گو قادیان عارضی طور پر دوسروں کے ہاتھ میں چلی گئی ہے۔ مگر قادیان میں جماعت احمدیہ کا ایک حصہ موجود ہے۔ اور خدمت اسلام میں مصروف

گویا قادیان کی مرکزیت بھی قائم ہے۔ تمام ہندوستان کی جماعتیں اسی مرکز سے وابستہ ہیں۔ جلسہ سالانہ ہوتا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ فعال جماعت کی حیثیت سے اپنا کام برابر کرتی آرہی ہے۔ اسی طرح مقبرہ بہشتی بھی اس کے اپنے قبضہ میں ہے۔ جس میں برابر موصی ہندوستان کے تمام علاقوں سے دفن کئے جا رہے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ خبر منظم پوری ہو کر جماعت قادیان کی صداقت کا بین ثبوت بن چکی ہے کہ

"یاد رہے کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان ہوگا۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے"

(الوصیت)

پس قادیانی جماعت کے وجود میں خدا تعالیٰ کے شاندار وعدے پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے مولوی صاحب اور ان کی جماعت کو ایک قسم دکھ محسوس ہونا لازمی امر تھا۔ اس کی وجہ سے ان کو اس قدر پریشانی لاحق ہوئی ہے کہ وہ خلاف واقعہ باتیں لکھنے سے اپنا قلم نہیں روک سکے وہ لکھتے ہیں کہ

"ہمارے چلے آنے کے بعد قادیان کو دنیوی امور کا مقام بنا دیا گیا۔ اور دینی نقطۂ نظر سے اس کی پوزیشن گرا دی گئی۔ حالانکہ غیر شعوری طور پر خود تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ اسے ایک تہائی صدی تک محنت کر کے تبلیغ اسلام کا مرکز بنایا تھا"

(الفتح ص۱۲)

پس جب اسے تبلیغ اسلام کا مرکز بنایا گیا تھا۔ تو اس کی صنعتوں اور تجارتوں پر اعتراض کے کیا معنی؟ کیا تجارتیں اور صنعتیں اسلام نے حرام قرار دی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اسلام نے تو نیک نیتی سے تجارت کو بھی دین قرار دیا ہے۔ نیک نیتی کا تعلق انسان کے قلب سے ہے۔ اور مولوی صاحب اور ان کے ساتھی کسی کا دل پھاڑ کر اسے نہیں دیکھ سکتے۔

تجارتوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دیتے ہوئے الوصیت میں تحریر فرمایا ہے کہ

"جائز ہوگا کہ انجمن بالاتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے"

(ضمیمہ ص۹)

پس اگر سلسلہ کے اموال کو تجارتوں میں لگایا گیا تھا۔ تو یہ نہایت ہی مستحسن امر تھا نہ کہ قابل اعتراض۔

(باقی)

نیشنل ڈیفنس فنڈ میں جماعت احمدیہ قادیان کا گرانقدر حصہ

اور

وزیر اعظم صاحب کی طرف سے شکریہ کا اظہار

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں جو عطیات وغیرہ دیئے گئے ہیں اس کی تفصیل اخبار بدر میں شائع ہو چکی ہے۔ اس سلسلہ میں نظارت امور عامہ قادیان کی طرف سے جناب وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں اطلاع بھجوائی گئی تھی۔ جناب وزیر اعظم صاحب کے ایڈیشنل پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ڈاکٹری کے۔ ایل گپتا کی طرف سے مندرجہ ذیل چٹھی موصول ہوئی ہے۔

پرائم منسٹر سکرٹریٹ
نئی دہلی
۱۰ مئی ۱۹۶۳ء

پیارے جناب

میں نہایت شکریہ کے ساتھ آپ کی چٹھی مورخہ ۴ اپریل ۱۹۶۳ء کی رسیدگی کی اطلاع دیتا ہوں۔ جناب پرائم منسٹر صاحب نے اس اطلاع پر نہایت خوشی کا اظہار کیا ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مبلغ /۵۰۰۰ روپے کے بارہ سالہ نیشنل ڈیفنس فنڈ سرٹیفکیٹ خرید کئے ہیں۔ نیز یہ کہ صدر انجمن احمدیہ مع احباب جماعت نیشنل ڈیفنس فنڈ میں تقریباً /۳۰۰۰ روپے کا عطیہ قبل ازیں دے چکی ہے۔

آپکا مخلص
دستخط کے۔ ایل۔ گپتا
ایڈیشنل پرائیویٹ سیکرٹری
پرائم منسٹر

بخدمت شری برکات احمد راجیکی
ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب

اس ترجمہ میں بھی رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کا مفہوم کسی حد تک موجود ہے لیکن ترجمہ میں مزید ترمیم کی گنجائش ہے "حبیب" کا لفظ تورات میں صرف ایک ہی جگہ آیا ہے یعنی تورات کی مذکورہ بشارت میں۔ اس لئے اس کے معنی بھی متعین نہیں ہیں۔ مسوراتی اعراب کے مطابق جو کہ پانچویں صدی میں لگائے گئے۔ اس لفظ کو "حبیب" پڑھا گیا۔ جس کے معنی محبت کرنے کے ہیں۔ اسے حُبَب (حوباب) بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ جس کے معنی محبت کئے گئے یا محبوب کے ہیں۔ (گنتی ۲۹/۱)

سوریانی بائبل میں اس لفظ کو حوباب پڑھ کر اس کا ترجمہ "To be loved" کیا گیا۔ "اس نے انہیں اپنی اُمت کا یا قوموں کا محبوب بنا دیا"۔ اس ترجمہ نے رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کا مفہوم اور واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ کی عبرانی عربی زبان کے بہت قریب تھی۔ فریڈ ہوز نے تسلیم کیا ہے کہ تورات کے جس لفظ کے معنی سمجھ نہ آئیں اس کے علمائے ہم سامی زبانوں خصوصاً عربی اور سریانی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ عربی میں حبّب کے معنی باہم محبوب کر دیئے کے ہیں۔ یعنی ایک چیز کو دوسرے کی طرف منسوب کر دیا۔ فرمایا۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ

(الحجرات ع۱)

"اللہ تعالےٰ نے تمہارے نزدیک ایمان کو محبوب کر دیا ہے"

اندریں صورت یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ:

"اس نے اپنی اُمت میں (باہم) محبت ڈال دی"

یہ ترجمہ قرآنی متن کے بالکل مطابق ہے

۳- پھر فرمایا۔ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔

"تو انہیں رکوع و سجود کی حالت میں پائے گا اللہ تعالےٰ کے فضل اور رضا کی جستجو میں۔"

کیتھولک بائبل میں بشارت تورات کے اس حصہ کا ترجمہ یوں ملتا ہے:-

"وہ تیرے قدموں کے نزدیک سجدہ کرتے ہیں۔ وہ تیری باتوں سے روشنی حاصل کریں گے"

ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں حسب ذیل ترجمہ ہے:-

۴- "پس وہ تیرے قدموں کی پیروی کرتے ہیں بمجھ سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے"

نیو ورلڈ ٹرانسلیشن کا ترجمہ ہے:-

"تیرے قدموں پر (رکوع و سجود کی حالت) میں جھکے ہوئے ہیں"

اس ترجمہ میں "رُكَّعًا سُجَّدًا" کا مفہوم شامل ہے۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر کوئی عبرانی عالم قرآن پاک کی رہنمائی میں تورات کے متن کو جانچنے پر آمادہ ہو جائے تو اس پر یہ بات منکشف ہو جائے گی کہ صحیح مفہوم وہی ہے جو قرآن حکیم نے پیش کیا ہے۔ مسوراتی متن میں اعراب کے تغیر و تبدل کے باعث بعض غلطیاں ہیں ان غلطیوں کو اگر دور کر دیا جائے تو وہی متن برآمد ہوتا ہے جس کا مفہوم قرآن مجید نے پیش کیا وما علینا الا البلاغ

(الفرقان)

[1] What Means These Stones? by Millar Burrows P. 43

دار الافتاء ربوہ

چند سوال اور ان کے جواب

مکرم ملک سیف الرحمان صاحب ناظم دار الافتاء

سوال۔ انعامی بانڈز خریدنا کیا جائز ہیں۔ اگر جائز ہیں تو پھر لاٹری کیوں منع ہے۔ حالانکہ انعامی بانڈز میں نقصان کا کوئی پہلو بھی نہیں ہوتا۔

جواب۔ پرائز بانڈز جوئے سے اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ جوئے میں ہارنے کی صورت میں اپنی رقم سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اور جیتنے کی صورت میں دوسرے کے مال پر قبضہ کرنا۔ لیکن یہاں کسی کی رقم ضائع نہیں ہوتی اور دوسرے کے مال پر قبضہ کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ حکومت دراصل یہ انعامات جمع شدہ رقم کے منافع سے ادا کرتی ہے۔ سود سے یہ اس لحاظ سے مختلف ہے کہ انعامی بانڈز میں زائد رقم کا ملنا ضروری نہیں ہوتا۔ اگر قرعہ نکل آیا تو انعام ملے گا ورنہ نہیں۔ لیکن سود میں زائد رقم بہرحال ملتی ہے۔ اس میں نسائو دہ ملنے کا معاہدہ کی رو سے شمولیت میں کوئی قدغن نہیں ہوتا پھر اس سکیم سے بچت کی عادت بھی پڑتی ہے اور حکومت کو بھی بعض ترقیاتی سکیمیں مکمل کرنے کے لئے سرمایہ مہیا ہوتا رہتا ہے۔

تاہم ہماری رائے میں اس طریق اخلاقی کمزوری کا شائبہ ضرور موجود ہے کیونکہ اس سے بلا محنت محض اتفاق کی بنا پر دولت مند بن جانے کی حرص و تمنا اپنے دل میں پالتا ہے۔ اور شیخ چلی کے سے خیالات ہجوم کرنے لگتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال۔ مسجد میں پردہ کا باقاعدہ انتظام ہے۔ کیا عورتیں سب نمازوں میں باقاعدہ شامل ہو سکتی ہیں؟

جواب۔ اگر کسی خطرہ یا فساد کا اندیشہ نہ ہو تو سب نمازوں میں یا عشاء و فجر میں ایسا کرنا جائز ہے۔ تاہم نہ تو یہ ضروری ہے اور نہ ہی اس بارہ میں خاص تعہد کرنا مناسب ہی ہے کیا عورتوں کے لئے نماز باجماعت ضروری نہیں دوسرے احتیاط کے بھی برخلاف ہے۔ ہاں جمعہ یا عیدین کے موقعہ پر انہیں کوشش کر کے شامل ہونا چاہیئے

سوال۔ جو عورت خلع لیتی ہے۔ اس کی عدت کتنی ہے اور اس کی حکمت کیا ہے۔

جواب۔ خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت ایک حیض یا ایک ماہ ہے حدیث میں اس کی صراحت آئی ہے۔ عدت کے مقرر کرنے میں کئی حکمتیں ہیں مثلاً اس عرصہ میں خاوند کے لئے پچھتانے کی صورت میں رجوع کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے بشرطیکہ عدت ایسی ہو جس میں رجوع ہو سکتا ہو۔ دوسرے عدت کے ذریعہ باہمی صلح کا موقع دیا گیا ہے تیسرے یہ جائزہ لینے کا موقعہ ملتا ہے کہ آیا عورت حاملہ تو نہیں۔ چوتھے عدت کا وقت علیحدگی کے صدمہ کو مندمل کرتا ہے۔ اور اس معاہدۂ نکاح کا احترام کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ بس اوقات علیحدگی کے معاً بعد عورت کو دوسری جگہ شادی کرنے کی اجازت دوسرے خاوند کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ اس لئے کہ ازدواجی تعلق کے ساتھ بڑے نازک جذبات و احساسات وابستہ ہوتے ہیں۔

بس اس قسم کی مختلف حکمتوں کی بنا پر رخصتانہ کے بعد کی علیحدگی کی صورت میں کم و بیش عدت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کیس میں ان حکمتوں کا وجود موہوم ہو۔ لیکن اس سے قانون کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ قواعد اور قوانین ہمیشہ عمومی مصالح کے تابع ہوتے ہیں اور اگر کسی جزئی واقعہ پر وہ منطبق نہ ہوں تو بھی ان سے صرف نظر کرنا درست نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اصول مسلم ہے کہ کلی مصالح کو انفرادی مصالح پر بہرحال ترجیح حاصل ہے۔

سوال۔ کیا خصی کئے ہوئے بکرے یا بیل کی قربانی جائز ہے۔

جواب۔ جائز ہے بشرطیکہ اس وجہ سے اس کی قیمت پر کوئی نمایاں ناخوشگوار اثر نہ پڑے۔ مثلاً اس وجہ سے منڈی میں عام قسم کے جانوروں کے مقابلہ میں اس کی بہت کم قیمت پڑے

سوال۔ اگر امام الصلوٰۃ تنہا نماز پڑھ لے اور بعد میں مقتدی آجائیں۔ تو یہ ضروری ہے کہ وہی امام ان مقتدیوں کو نماز پڑھائے یا اس کی اجازت دوسرا شخص بھی جماعت کرا سکتا ہے

جواب۔ اگر مقتدیوں میں کوئی پڑھا لکھا شخص ہے جو نماز کرا سکتا ہے۔ تو پھر بہتر یہی ہے کہ وہ دوسرا شخص ہی نماز پڑھائے۔ کیونکہ اسلام میں رہبانیت اور پاپائیت کی کوئی گنجائش نہیں۔ البتہ جو مقتدیوں میں کوئی ایسا شخص نہیں جو امامت کرانا جانتا ہو تو پھر اصل امام جو نماز پڑھ چکا ہے پڑھا دے۔ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بعض صحابہ رضی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں اپنی نماز پڑھاتے رہے۔ (بخاری)

سوال ایک شخص اپنے طور پر عشاء کی نماز اور وتر پڑھ چکا ہے۔ پھر جماعت کھڑی ہو گئی ہے۔ کیا وہ جماعت میں بھی شامل ہو سکتا ہے؟

جواب۔ ایسا شخص جماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حدیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔ ایسا کرنے والے کے لئے دوبارہ وتر پڑھنے بھی ضروری نہیں۔ (نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۱۵)

[2] سوراتی متن کی انہی غلطیوں اور مسامیوں کے ازالہ کیلئے امریکہ کے ایک یہودی عالم نے حال ہی میں The Torah کے نام سے ترمیم شدہ انگریزی ترجمہ شائع کیا ہے (اور ہے، تورات جدید) (مولانا ناظم نورالدین؟)

بنیرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی کے پوتے اور پوتی کی شادی

اور

تبلیغ احمدیت کا عمدہ موقعہ

جب بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے مسیح الزمان اور مہدیٔ دوران بنا کر اس دُنیا کی روحانی اصلاح و تربیت کے لئے مبعوث فرمایا تو یہاں بہت سے لوگوں نے بعض سعید روحوں کو آپ کی غلامی میں آنے اور آپ کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی توفیق دی۔ انہی خوش قسمت افراد میں سے سونگھڑہ کے رئیس باوجاہت اور با وقار انسان حضرت مولوی سید الدین احمد صاحب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر آپ کے ساتھ سینکڑوں دیگر خوش نصیب افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ اور حضور علیہ السلام کی محبت اور آپ کا شوق زیارت انہیں قادیان کی گمنام بستی تک کھینچ لایا جہاں اُنہوں نے مقدس وجود کی پاک صحبت سے اپنے دلوں کو پاک کیا۔ اس موقعہ پر مسلمانوں کے دوسرے گروہ نے جو مہدیٔ معہود اور مسیح موعود کی صداقت کے منکر تھے ماننے والوں کو سخت تنگ کرنا شروع کیا۔ ایذا رسانی اور تکلیف دہی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ وہ اپنی تقریر اور تحریر دونوں میں بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے کہ وہ سونگھڑہ میں احمدیت کو مٹا کر دم لیں گے۔ مگر ـــــ تعالیٰ نے بتایا کہ ان کی ایسی خواہیں شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکیں۔ احمدیت کو مٹانے والے خود مٹ گئے۔ اور مٹتے جا رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں احمدیت کو ہر جہت سے کامیابی و کامرانی نصیب ہوئی۔ ماننے والوں کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت اور فضل سے بابرکت و بار کیا۔

چنانچہ اسی قسم کے اپنے فضل کا ایک نمونہ بتاریخ ۲۶/اپریل ۱۹۶۳ء یوم جمعہ سونگھڑہ کے احمدیوں کے لئے باعثِ ازدیادِ ایمان ہوا۔ جبکہ خاکسار کی لڑکی عزیزہ سیدہ نصیرہ خاتون کا نکاح حضرت مولوی سید سعید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے عزیزہ مکرم مولوی سید بشیر الدین صاحب مولوی فاضل ابن مکرم مولوی سید مبشر الدین صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ سے بارہ سو روپیہ مہر پر پڑھا گیا۔ نکاح کی مبارک تقریب میں احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی حضرات بھی شریک ہوئے۔ دوسرے روز مکرم سید مبشر الدین صاحب نے اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ دی جس میں احمدی اور غیر احمدی دو ڈھائی سو افراد کو مدعو کیا گیا۔

اس موقعہ پر غیر احمدی احباب نے خواہش کی کہ مولوی سید بشیر الدین صاحب جو قادیان سے تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں ان کی تقریر سنیں۔ ہم نے ان کی اس خواہش کو پورا کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ لیکن اُن کی طرف سے کہا گیا کہ ہم اپنے مولوی صاحب کو بھی بلا کر لائیں گے اس طریق پر چونکہ محفل میں بدمزگی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ اور یہ تقریب خوشی اور مسرت کی تھی اس لئے ہم نے کہا کہ اس طرز کے تبادلہ خیالات کبھی اور موقعہ پر بھی ہو سکتے ہیں۔ اس وقت تو آپ حضرات کو ہماری باتیں ہی سن لینا چاہئیں۔ چنانچہ ان کے مولوی صاحب بھی اپنے چند رفقاء کے آئے اور دو اڑھائی گھنٹے نہایت شرافت سے تقریر کی۔ دوران تقریر میں آپ نے اعلان کیا کہ

"میرا ایمان ہے کہ قیامت تک اب یہ جماعت مٹ نہیں سکتی"

یہ الفاظ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سونگھڑوی کے تھے۔ یہ وہی مولانا ہیں جو احمدیوں سے بارہا مناظرات کر چکے ہیں۔ اور سونگھڑے سے احمدیت کو مٹانے کے لئے ہر چند کوشش کر چکے ہیں۔ اور اس موقعہ پہ آپ کا اس رنگ سے حقیقت الامر کا اظہار اپنی عملی شکست کا گویا اعتراف تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت کے لئے اس موقعہ پر غیر معمولی سامان فرمائے اور اس راہ میں ہر کوئی رکاوٹیں ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دور کر دے۔ نیز اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے اسلام و احمدیت کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار سید بدر الدین احمد
معلم وقف جدید مقیم رانچی

دعا مغفرت

میرے چھوٹے لڑکے صادق احمد خان کے خسر راجہ محمد عثمان خان صاحب کی والدہ جو عرصہ سے بیمار تھیں لمبا عرصہ میں بتاریخ ۶ مئی ۱۹۶۳ء وفات پا گئیں مرحومہ مخلص احمدی تھیں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری رہ چکی ہیں۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مرحومہ کی یادگار صرف ایک لڑکا ہے جو کئی سالوں سے باہر ہے۔ احباب اس کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار راجہ غلام محمد خان صدر جماعت احمدیہ
چک ایمرچھ

درویش فنڈ ایک مستقل تحریک ہے

قادیان کو آباد رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ خواہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو مگر وہ احباب جو ہندوستان میں آباد ہیں۔ اس جہت سے کہ یہ مقدس مقام ان کے اپنے ملک میں واقع ہے ان کی ذمہ داریاں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں پس ہندوستان میں رہنے والے سب احباب کا فرض ہے کہ قادیان کی آبادی کے پیش نظر درویشان کی دلجمعی کا پورا پورا خیال رکھیں اور انہیں مالی تنگی کی وجہ سے پریشانیوں اور ذہنی کوفت سے دوچار نہ ہونے دیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے چندوں میں اضافہ آمد کے پیش نظر موجودہ مالی سال میں بھی درویش فنڈ کی تحریک کا بجٹ آمد مبلغ ۔/۱۲۵۰ روپے رکھا گیا ہے۔ اور توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے اور لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے علاوہ درویش فنڈ کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے اور اپنے پیارے امام کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں گے۔

اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے فارم۔ مع ہدایات جماعتوں کو بھجوائے گئے ہیں جملہ جماعتوں کے امراء مبلغین، صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ درویش فنڈ کی تحریک کو تمام دوستوں تک پہنچا کر اور ان کے وعدے حاصل کر کے جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد اس بابرکت تحریک سے باہر نہ رہ جائے۔

ناظر بیت المال قادیان

رعائتی قیمت پر بدر کا اجراء

ایک مخلص و مخیر دوست نے کچھ رقم دے کر اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ایسے غریب مخلصین کو جو پورا چندہ اخبار بدر دینے کی استطاعت نہیں رکھتے ایک سال کے لئے نصف قیمت پر اخبار بدر جاری کر دیا جائے۔ اس لئے بذریعہ اعلان احباب جماعت کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جو دوست اس رعائت سے فائدہ اُٹھانا چاہیں وہ اپنی درخواست مقامی صدر جماعت یا مبلغ کی تصدیق سے جلد از جلد بھجوا دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی نصف چندہ مبلغ ۔/۲/۵۰ روپے بھی بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے نام اخبار جاری کرائے جا سکیں۔ اپنا پتہ صاف مکمل اور خوشخط انگریزی میں لکھیں۔

چونکہ گنجائش محدود ہے اس لئے انہی احباب کے نام اخبار جاری ہوں گے جو پہلے درخواستیں بھجوائیں گے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۲۰ رمئی - ایرانی اخبارات بھارت کے راشٹرپتی راد ھا کرشنن کے پانچ روزہ دورہ ایران کی خبروں کو نمایاں طور پر شائع کر رہے ہیں - ایران کے سب سے بڑے اخبار "اطلاعات" نے بھارت کو سلام کے عنوان کے تحت ایک آرٹیکل میں بھارت اور ایران کے درمیان اور زیادہ گہرے تعلقات اور تعاون کی ضرورت پر زور دیا ہے - اخبار نے کہا بھارت ایرانیوں کا اور ایران بھارتیوں کا گھر رہا ہے - دونوں ملکوں کو ایک ہی قسم کے مسائل کا سامنا ہے - اور وہ مشترکہ کوششوں سے حل کئے جا سکتے ہیں - ہفتہ وار پوسٹ طہران نے لکھا ہے - ایرانی اور بھارتی دو بھائی ہیں جن کا تاریخی اور کلچرل ماضی ایک ہی ہے - اور ان کی دوستی دن بدن مضبوط ہوتی گئی ہے - ہمارے معزز مہمان وہ فلسفی اور عالم ہیں جن کی شہرت ہندوستان کی سرحدوں کو پھاند چکی ہے - وہ ان شعبوں میں ایک عالمی شخصیت ہیں -

لکھنؤ ۲۰ رمئی - اتر پردیش کے تین پارلیمنٹری حلقوں امروہہ - فرخ آباد اور جونپور میں پولنگ کی جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ہزاروں اشخاص صبح ہی سے بیشتر پولنگ بوتھوں پر جمع ہو گئے تھے - ان حلقوں میں پولنگ کا منظر یہ تھا کہ عورتیں جن میں برقعہ پوش بھی تھیں خاص طور پر بڑی تعداد میں ووٹ کے حق کا استعمال کرنے آئیں - امروہہ میں آچاریہ کرپلانی اور حافظ ابراہیم کے مابین مقابلہ بہت سخت رہا - شہری علاقوں میں زیادہ ووٹ حافظ ابراہیم کو ملے اور دیہاتی حلقوں میں آچاریہ کرپلانی کا پلڑا بھاری رہا - مسلمانوں ہندوؤں کی بھاری تعداد نے ان کے حق میں ووٹ دیئے - جبکہ ہریجنوں اور پسماندہ جاتیوں کے ووٹروں نے کانگرس کی حمایت کی - حلقہ جونپور میں کوئی ۴۵ فیصدی ووٹ پڑے -

نئی دہلی ۲۰ رمئی - بھارت اور پاکستان کے درمیان کشمیر کے جھگڑے میں بیچ بچاؤ کرانے کی انگریز امریکن ڈپلومیٹک کوششیں کم سے کم دو ماہ کے عرصہ تک ملتوی ہو رہی ہیں - ان اشتہاری مطالبات نے پاکستان کو مطلع کیا ہے کہ اگرچہ بھارت کے ساتھ اس کی بات چیت ٹوٹنے پر برطانیہ کو سخت مایوسی ہوئی ہے - لیکن جہاں تک بھارت کو چینی خطرے کے خلاف فوجی امداد دینے کا سوال ہے جلد ہی طویل المدت امداد دینے کے متعلق سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہا ہے - برطانیہ نے پاکستان کو یہ بھی بتایا ہے کہ امداد صرف ہندوستان کے دفاع کے لئے ضروری ہے - بلکہ سارے برصغیر ہند و پاکستان اور سارے براعظم ایشیا کو چین کے جارحانہ اور توسیع پسندانہ کمیونزم سے بچانے کے لئے بھی ضروری ہے -

جنیوا ۲۰ رمئی - بھارت کے وزیر برائے بین الاقوامی تجارت شری منوبھائی شاہ نے یہاں کئی ممالک کے وزراء تجارت کے ساتھ غیر رسمی بات چیت کی ہے - ان کا مقصد مختلف ممالک کے ساتھ باہمی تجارتی معاہدے کرنا اور موجودہ معاہدوں میں توسیع کرنا ہے - انہوں نے پاکستان کے وزیر تجارت مسٹر وحید الزمان کے ساتھ بھی بات چیت کی - چنانچہ اس نتیجہ کے طور پر ایک اعلیٰ بھارتی وفد اگلے ماہ پاکستان جائے گا - جہاں تجارت میں توسیع کرنے کے لئے معاہدہ کی تفصیل طے کی جائے گی -

نئی دہلی ۲۰ رمئی - بھارت سرکار کے محکموں میں مختلف شعبوں کے حکام بالا نے اپنے ملازموں کو یہ حکم جاری کیا ہے - کہ جہاں تک ممکن العمل ہو سکے وہ آفس نوٹس اور مسودوں کے لئے ہندی کا استعمال کرنا شروع کریں تاکہ ہندی کو سرکاری کام کاج کے لئے متبادل ذریعے کے طور پر بڑھاوا دیا جا سکے حکم میں کہا گیا ہے کہ سرکاری مقاصد کے لئے ہندی کا استعمال عملی طور پر ضروری ہو گیا ہے - شروع میں تمام سیکشنوں میں سادہ نوٹس اور مسودے ہندی میں لکھے جا سکتے ہیں اس کے بعد ہندی کو زیادہ سنجیدہ خیالات کے اظہار کے لئے ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جائے - اس کے علاوہ ان تنظیموں اور صوبائی سرکاروں کے ساتھ جو بالعموم ہندی خط و کتابت کرتے ہیں - خط و کتابت ہندی میں ہی کی جائے گی

نئی دہلی ۲۰ رمئی - معلوم ہوا ہے کہ جاپان نے بھارت کو تیسرے پانچسالہ پلان کے لئے ۵ کروڑ ڈالر کا قرضہ دینے کا فیصلہ کیا ہے اس پیشکش کا اعلان بھارت کو غیر ملکی زرمبادلہ کی امداد دینے والے ممالک کی انجمن ایڈ انڈیا کلب کی اگلی میٹنگ میں کیا جائے گا تاہم بھارت سرکار سمجھتی ہے کہ جاپان اس سے زیادہ رقم بھی دے سکتا ہے - چنانچہ اس کے ساتھ اس رقم میں اضافہ کرنے کے متعلق بات چیت چل رہی ہے -

عدیس ابابا ۲۰ رمئی - یہاں افریقی ریاستوں کی کانفرنس ہو رہی ہے - اس کی ایک کمیٹی نے یہ سفارش کرنے کا فیصلہ کیا ہے - کہ افریقہ میں ایٹمی تجربات کی اجازت نہ دی جائے - اور غیر ملکی اڈے ختم کر دیئے جائیں - اس نے اپنی رپورٹ میں علاقائی گروپ توڑ دینے کی بھی سفارش کی - یہ رپورٹ اب افریقی ملکوں کے سربراہوں کی اس میٹنگ میں پیش ہو گی - جو کہ تمام آزاد افریقی ملکوں کی متحدہ تنظیم کا چارٹر مرتب کرنے کے لئے ہو رہی ہے - جس میں اس بات کا اعلان کیا جائے گا کہ افریقی ممالک ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے - تمام جھگڑوں کا پرامن تصفیہ کریں گے اور کسی بھی پڑوسی ملک میں تخریبی کارروائی کرنے کی مذمت کریں گے - اقتصادی - تعلیمی ثقافتی شعبہ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کا منصوبہ مرتب کیا گیا ہے - ایک اعلان کیا گیا ہے کہ جو ملک ابھی تک غلام ہیں انہیں مکمل طور پر آزاد کرایا جائے افریقی لیڈر اپنی مشترکہ منڈی قائم کرنے اور خارجہ پالیسیوں میں تال میل قائم کرنے پر بھی غور کر رہے ہیں -

کولمبو ۲۰ رمئی - یہاں یونائیٹڈ آرٹس کی ایک فلم کی ایک آؤٹ ڈور شوٹنگ ہو رہی ہے - فلم یونٹ نے ایک روحانی ماہر کی خدمات حاصل کی ہیں - تاکہ وہ بارش کی روک تھام کر سکے - اس روحانی ماہر کا نام انتھونی ہے - یہ ایک ایسا منتر پڑھ کر بھگا سکتا ہے کہ بارش نہیں ہوتی اور فلم کی شوٹنگ میں رکاوٹ نہیں پڑتی - نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس علاقہ میں خشک سالی پھیل گئی ہے - اس فلم کے ڈائرکٹر نے کہا ہے کہ میں انتھونی ہیونگ کے کام سے مطمئن ہوں - ہم نے پہلے ان کی خدمات حاصل کی ہیں کہ بارش نہ ہو اور ہماری شوٹنگ میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے ہم انہیں ۷۵ روپے روزانہ ادا کرتے ہیں -

ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر گورداسپور کی قادیان میں آمد!

قادیان مورخہ ۱۸/۵/۶۲ آج شری چندر بھان صاحب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر گورداسپور اپنے دورہ پر قادیان تشریف لائے - آپ احمدیہ شفاخانہ کے معائنہ کے لئے بھی آئے - شفاخانہ کا معائنہ کر کے آپ نے رجسٹر پر مندرجہ ذیل رائے ظاہر فرمائی :-

"تین سال کے بعد شفاخانہ کا معائنہ کیا - اس کی صفائی کا انتظام اچھا ہے - مریضوں کی تعداد جو ہاسپٹل میں آتے ہیں - کافی زیادہ ہے شفاخانہ کے انچارج مریضوں سے بہت ہمدردی سے پیش آتے ہیں یو - این - او کی طرف سے غرباء کے لیے موصول دودھ روزانہ ۸۷ افراد کو تقسیم کیا جاتا ہے - شفاخانہ بہت مفید اور اچھا کام کر رہا ہے"

جناب ہیلتھ آفیسر صاحب نے مکرم چوہدری غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ کی معیت میں احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات مساجد - بہشتی مقبرہ کی زیارت کی اور دفتر نظارت علیا میں مکرم مولوی عبدالرحمان صاحب ناظر کے پاس بیٹھ کر جماعت کے حالات دریافت کرتے رہے - اسی طرح مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی - اے ناظر امور عامہ کے دفتر میں ملاقات کر کے سلسلہ کے عقائد اور حالات کے متعلق گفتگو کی - اور سلسلہ کا تبلیغی لٹریچر بڑی خوشی سے حاصل کیا -

اس کے بعد ڈسٹرکٹ سرکاری ہاسپٹل کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے

(نامہ نگار)

عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانیاں

(۲)

میری تحریک پر مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے بھی قربانیوں کی رقوم موصول ہوئی ہیں - ان کی طرف سے قربانی کر دی گئی ہے اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرمائے - اور اجر عظیم عطا فرمائے - آمین -

۱ - مکرم محمد انعام صاحب برائے فضل اللہ صاحب بنگلور ۔۔۔ ۱ قربانی

۲ - " عبد الغفار خاں صاحب سورت کشمیر .... ۱ "

۳ - " ملک محمد اسمٰعیل صاحب پٹنہ بہار .... ۱ "

۴ - " مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر .... ۱ "

۵ - مکرمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ یادگیر .... ۱ "

خاکسار عبد الرحمن امیر جماعت احمدیہ قادیان

تصحیح بدر مورخہ ۹/۵ میں جو بیلی فہرست شائع ہوئی اس میں غلام حسن صاحب ہاٹ ہاٹ کے نام سے دو قربانیاں درج ہو گئی ہیں جو درست نہیں - ایک قربانی جو موصوف کی طرف سے ہے - لیکن دوسری قربانی مکرم سیٹھ ولایاں صاحب احمدی آف یادگیر کی طرف سے ہے - احباب تصحیح فرمائیں - اللہ تعالیٰ سب کو اجر جزیل عطا فرمائے ۔۔۔ (ایڈیٹر)